بیان صورت قبولیت کتاب معظم اسرار کربلا

واللہ المستعان علی ما تصفون

یہہ کتاب معظم اسرار کربلا از بسکہ مقبول بارگاہ کبریا ہے اس سبب سے قبول خاطر تمام بندگان خدا کی ہے کہ دو مرتبہ تین تین ہزار نسخہ چہپ چکے اور بسبب غایت پسندیدگی خاطر عالیان مثل گل قند زر کے سبب بندگان خدا بہزار عقیدت اور شگفتگی خاطر دست بدست بنقد جان خرید لیے گئے اور پہر شفقت خاطر بندگان خدا کا ایسا ہوا کہ سینکڑوں خطوط پہر سے پیدا اسکی طلب اور پہنچا میں متواتر آئی کہ ناگزیر بار سوم بہر تعیین اسکے چہاپنا ضرور تر ہوا پس صورت قبولیت اس کتاب مقدس کی اسطرح معلوم ہوئی کہ اسکے صفحہ ۱۳ مین چند اشعار تمہید نظم و الم کے بطرز شاعرانہ ہین کہ شعر اخیر اوسکا ذہنی عالم قدس سے ہے صورت اسکی یہہ ہوئی کہ مضمون بہت بلند مدح غایت سے ٹہرہ گیا اور مصنف کا ناطقہ بند ہوکر خامہ دست دل سے گر پڑا تا ایکدم اوسی خواب سے جسکے بیان نظم مین تمہید سخن تہی مدد پہنچی کہ ایک ایسا مضمون معلوم ہوا کہ وہ پیشتر از جناب جناب امیر المومنین علیہ السلام مولانا محتشم علیہ الرحمۃ کو عطا ہو چکا تہا پس جب تک کہ شرح اوس مضمون عطیۂ کبریٰ کی بیان نہوگی لطف بیان اس کتاب کا ظاہر نہوگا پس بر بنا اسی مضمون کے یہی نام اس کتاب کا

اسرار کربلا

اسم با مسمی قرار پایا پس بنا اوس مضمون وہبی کی یہہ ہے کہ جب مولانا محتشم علیہ الرحمۃ کو فرزند جوان صالح نے وفات پائی تب مولانا محتشم نے ماتم فرزند مین چند بند بطور مرثیہ کی لکہے کہ جسکا شعر آخر بند یہہ ہے

روا بود کہ تو در زیر خاک باشی و من ✽ سیاہ پوشم و بر سر کنم ز ماتم خاک ✽ چرا تو جامہ نگردی سیاہ در غم من ✽ چرا تو خاک نکردی بسر ز ماتم من ✽

مولانا لکہتے ہین کہ مین اوسی شب کو زیارت جمال جہان آرای جناب امیر علیہ السلام سے مشرف ہوا کہ آپ فرماتے ہین اے محتشم ہمارے لخت جگر شہید دشت کربلا کی غم مین کوئی مرثیہ نہ کہا عرض کیا کہ جو حکم ہو عین سعادت ہے ارشاد ہوا کہ ✽ باز این چہ شورش است کہ در خلق عالم است ✽ بار این چہ نوحہ و چہ عزا و چہ ماتم است ✽ مولانا یہی شعر پڑہتے ہوئی بیدار ہوئے اور اسی وزن پر مرثیہ حسین علیہ السلام میں چند بند لکہے کہ مشہور ہین تا اینکہ لکہنے اسکے مستجاب ہوا کہ جسکا بیان اسجگہہ صفحہ تنگی سطاس پر گنجایش نہین لہذا صفحہ اخیر کتاب مین بدیدۂ دل ملاحظہ ہو کہ اوسکے ملاحظہ سے قبولیت اور ترقی اور ترجیح اس مضمون وہبی اسرار کربلا کی معلوم ہوگی فقط

✽ فانظر کیف کان کذا فی ذلک تفنن لشد ✽

پس سمع اتمنا کا بہر از ان ہند کا فی ہے کہ قبولیت خاص اسکی بہا بازار احمد علیہ السلام رسول ... ✽ ...

[illegible]

حلیہ کتاب اسرار کربلا مع مضمون دفع دخل کے

ظاہر ہے کہ ابتدای عالم و آدم سے تا ایندم کوئی سانحہ عظیم تر اور عجیب تر حیرت افزا معرکہ کربلا سے زیادہ روی زمین پر
نہین گذرا سے تا چرخ سفلہ بود خطائی چنین نکرد + بر ہیچ آفریدہ جفائی چنین نکرد + اور باینہمہ کمال حیرت و استعجاب
اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ سے کام یزید دادہ از کشتن حسین + بنگر کہ بقتل کہ دلشاد کردہ + اخبار اس واقعہ مصیبت افزا
کی قبل از وقوع جسقدر کتب معتبرہ سے ثابت ہین محتاج بیان نہین بعد اس واقعہ کے کہ سنہ ۶۱ ہجری مین واقع ہوا ہی آجتک
کہ سنہ ۱۲۹۱ ہجری ہین قریب بارہ سو ایکتیس برس گذرتی ہین ہزارون بلکہ لاکھون تصانیف نظم و نثر اور سلام اور مرثیہ
فقط بیان اسی ایک حال واقعہ کربلا مین تصنیف ہوتی چلی آتی ہین مگر کسی نے اب تک ایسے مضمون نمایان کو آیات کلام اللہ
سے استخراج اور تطبیق دیکر کم تر لکھا ہی جس حالت مین بحکم لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ
کوئی رطب و یابس جز و کل کلام اللہ سے باہر نہو ممکن نہین کہ ایسے سانحہ عظیم اور مصائب بے پایان کی خبر کلام اللہ
مین نہو کہ خاص واسطے بیان جمیع مصائب عالم کے بالتخصیص وارد ہی کہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ
فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرٌ پس جب علی العموم جمیع سب مصائب کا ذکر قبل الوقوع اس صراحت سے کلام اللہ مین ہونا
منصوص ہی پھر ایسی مصیبت عظمی کا ذکر نہونا کیا معنی مگر یہ کہ بصراحت نام و مقام بقید شان نزول کھلا کھلا
بے پردہ نہو بلکہ برمز و کنایات ہو کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح کہ اسرار درمیان دو ہمراز کاتب و مکتوب الیہ کے
رمز و کنایات مین بیان ہو جاتی ہین کہ ارباب ظاہر نہین سمجھتے فقط معنی ظاہر جانتے ہین کہ سے میان عاشق و
معشوق رمزیست + کراما کاتبین را ہم خبر نیست + اب جب بعد الوقوع اور شیوع عام کے وہ اسرار رہنا بلکہ
بسبب ناواقفی کے باعث حیرت اور تردد و استعجاب ارباب ظاہر کا اور باعث ضعف اور لغزش ایمان اکثر عوام
ضعیف الایمان کا معلوم ہوا اس نظر سے بقدر امداد فیض روح القدس تطبیق مضامین آیات قرآنی اور اسکی
شرح کر دینا غالب ہے کہ نزدیک اہل انصاف کی دخل گناہ نہو اور سوای اسکے اکثر اسرار اور معاملات عجیب حیرت افزا
جو سانحہ کربلا مین ظاہر اور مستتر ہین انکی بیان کیطرف بھی کم تر کسی نے خیال و التفات کیا فقط ایک مضمون ماتم اور

انکو کو ظاہر ہے کہ کسطرح مضامین خلاف واقع دماغی اور افراط و تفریط سے واسطے اظہار شاعری اور داد سخن کے بیان کرتے ہین کہ ذوالجناح نے یون کہا اور ذوالفقار نے یون کہا اور قضا و قدر یون بولی اور ملائک یون کہنے لگے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یون کہتی ہوئین فردوس سے آئین مظلوم حسینا کر تا واسطے رونے کے تمہید ہو گو ہزار طرح کی توہین اور برا و بیان خلاف واقع واقع ہون یہان اسیقدر بقول مولف کافی معلوم ہوتا ہے کہ ؎ اینکار ہر کہ ساختہ لعنت بر و بود ٭ ناگفتہ سخن کہ اہانت در و بود حالانکہ مضامین راست اور بیان واقع واسطے رقت کے کیا کم ہین کہ معاذ اللہ ایسے مقام ادب مین خلاف واقع افترا کیا جاوے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ؎ در مرثیہ اکثر شعرا از پی رقت ٭ آرند بسے زاید و موضوع روایت ٭ ناگفتہ سخن کہ در و ہست اہانت ٭ آید نہ مگر گریہ برین راست حکایت ٭ بر راست نہ گرید اگر از ما تمیان کس ٭ بر کذب غلط کی متاثر نشود کس ٭ اور اسرار عجائب حیرت افزا اس سانحہ خاص مین یہ ہین کہ سب بحکم مشیت ایزدی واقع ہوا ہے کہ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ وَمَا تَشَآؤُنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یہانتک کہ تاریخ ۸ محرم سے چاہ پر آب خود بخود خیمگاہ کربلا سے غائب ہو گیا اور تمام لشکر جناب سید الشہدا علیہ السلام کا حسب صلاح دہی حضرت حر کے تمام شب روارو چلا گیا پھر صبح کو اوسی میدان کربلا مین کھڑا تھا پس اسکا فاعل عالم اسباب مین کون تھا پس ایسی ایسی مصیبتین ایک ایک ہو نہ کر نازل کرنے مین ایسے بیگناہ خیر الخلائق محبوب کی محبوب پر حکمت اور مصلحت اور اسرار الٰہی کیا تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بعد امتحان کامل کے اول آتش نمرودی سرد ہوئی کہ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ دوسری مرتبہ جنود پشہ کی مدد پہونچی تیسری بار کارد ذبح کند ہو گئی اور اوسپر بھی اکتفا نہو کر فدیہ جدا پہونچا کہ فَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور یہان باوجود امتحانات شدید کے بعد قتل جمیع عزیزان اور فرزندان اور موالی اور انصار کے ایکہزار نوسے پچاس زخم بھی آپکے جسم مبارک پر پہونچ چکے تھے اسپر بھی مگر امتحان کامل نہو چکا تھا کہ خنجر شمر ملعون کا مثل کارد ذبح اسمٰعیل کند بھی نہوا اور فدیہ بھی نہ پہونچا پھر یہ کیسا امتحان تھا ؎ انصار و موالی و عزیزان و مددگار ٭ گشتند شہید دم شمشیر ستمگار

تنہا بمیان آن خلفِ حیدر کرار ✻ بے مونس و بے ہمدم و بے یاور و بے یار ✻ از نقش گریبان بمقامی کہ
بنفغان شد ✻ آمنجا بچسان خنجر بیداد روان شد ✻ آخر او رسب انبیا پر بھی ہزارون طرح کی مصیبتین اور
امتحانات سخت واقع ہوئی پھر بھی بعد تکمیل امتحانات قوی کو آخر کار مقابلہ کفار مین کیسی کیسی امداد
اور معجزات نمایان اور فتح اور نصرت اور غلبۂ انبیا کا اور ہزیمت فاش اور ہلاک کفار کا واقع ہوا ہی
محتاج بیان نہین فکیف گمان گذا کرے کام یزید دادۂ از کشتن حسین ✻ بنگر کہ اقبل کہ دلشاد کردہ
بعد اسکے اگر سب اشرار کربلا ملعون اور معذب بدی جہنمی ہوئے کب اس ظلم عظیم کی تلافی ہوسکتی ہے کہ
مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ علی العموم آیا ہی فقط پس ظاہر ہی کہ ایسی نکات اور اسرار
آلہی سوای کتاب آلہی کے اور کہان سے معلوم ہوسکتی ہین اور سوای قرآن و حدیث کی معتبر اور مفید وثوق و
یقین کو کب ہوسکتی ہین اور جبتک ایسی اسرار سمجھہ مین نہ آوین اور دلپذیر نہ ہوین البتہ ہنگام غور و تامل
خالی از تردد اور حیرت نہین پس یہ سب اسرار حکمت اور مصلحت آلہی اور سب تفصیل حال کربلا کو تصریح تمام
آیات کلام اللہ سی بترجمۂ زبان اردو عام فہم باختصار تمام نظم و نثر سلیس مین بیچ اس کتاب اسرار کربلا
ترتیب دیا ہی کہ لطف اوسکا ملاحظہ سی تعلق رکھتا ہی وہ سب تحیرات اور ترددات مذکورۂ بالا اطمینان
سی بدل ہوتا ہی اور عقل سلیم انصاف پسند اوسکو تسلیم اور قبول کرتی ہے اور کسی طرح کا تردد اور
تحیر اور استعجاب باقی نہین رہتا اور کوئی مضمون خلاف عقل اور نقل کے نہین مگر جس طبائع
انصاف دشمن کو باوجود صراحت معانی آیات قرآنی کے شبہہ یا انکار یا اعتراض یا تردید ہے
اوسکا عذر با تقدم اور با تاخر اور دفع دخل خود اول آخر کتاب مین اہل مطبع نے لکھدیا ہے
يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا الخ ایسے شبہات مضامین آیات قرآنی مین ہیں ایک
زمرہ اسلام دین محمدی مین ۷۳ فرقہ ہوگئی کہ ابتک اختلاف باہمدیگر باقی ہی پھر اسکا جواب کیا ہی کہ خود اللہ فرماتا ہے
فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ
وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ
يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ

دفع دخل عذر ما تقدم اہل مطبع کی طرف سے

ظاہر ہی کہ مؤلف کتاب اسرار کربلا نے بحکم وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ کو سب
واقعات معرکۂ کربلا کو مضامین آیات قرآنی سے ہر ہر جزئیات مین ترتیب مطابق واقع تطبیق دیکر بقرائن
اور دلائل عقلی اور نقلی ثابت کیا ہی حال آنکہ اون سب آیات قرآنی کا شان نزول اور ہی کہین
کسی مفسر نے اون آیات کی شان نزول مین معرکۂ کربلا سے مراد نہین لی ہی اس صورت مین مؤلف
کتاب کا نزدیک تفسیر والون کے بظاہر مورد الزام اور اعتراض کا ہو سکتا ہی جیسا کہ بعد چھپ جانے
اور مشہور ہو جانے نسخہ مطبوعۂ اول کے اکثر صاحبون نے بجای خود اور بعضون نے بالمشافہ مؤلف
کتاب کو الزام دیا اور کچھ عذر مؤلف کا نہ سنا نہ انصاف کو کام فرمایا لہذا اس نسخۂ مطبوعۂ ثانی مین اسکا
دفع دخل ضرور ہوا وہ دفع دخل اہل مطبع کی طرف سے یہ ہی کہ مؤلف کتاب نے کہین یہ نہین لکھا کہ ان آیات
قرآنی کا شان نزول یہی معرکۂ خاص کربلا ہی بلکہ از قبیل لطائف اور نکات اور بلاغت اور موزونیات
کلام اللہ کے بیان کیا ہی اور ہر جزئیات واقعات کربلا کو ترتیب قبل و بعد آیات قرآنی سے مطابق
واقع کی تطبیق دی ہی یہ عین بیان بلاغت اور لطائف کلام اللہ کا ہی کہ ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران + کچھ معانی آیات کلام اللہ مین معاذ اللہ تاویل بے محل نہین کی کہ مورد
الزام کیا جاوے فَضْلًا عَلَيْهِ کہ اوسکی نظیر اور سند قوی قول جناب امیر علیہ الصلوۃ والسلام سے از روی
کتاب مسلم الثبوت نہج البلاغت کہ موافق شرح ملا حسین میبذی کی واضح تر لکھدی ہی کہ کتاب فواتح مین
بیچ شرح قصائد مرتضوی کے ملا حسین علیہ الرحمہ صاف صاف لکھتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام سب
واردات اور واقعات خاندان نبوت اور واقعات کربلا و پامال کاری بنی امیہ اور انجام کار اشرار کو
اخبار کربلا کا علی الترتیب مضامین آیات سورہ حٰمٓ عٓسٓقٓ سے تطبیق دیتے تھے جیسا کہ سب بقیہ شرح آیات قرآنی
اسی کتاب اسرار کربلا مین بجای خود مرقوم ہی حال آنکہ اون سب آیات کا بظاہر شان نزول اور ہی پس اس طرح کی
مطابقت تفسیر مین معاذ اللہ کچھ کفر اور گناہ اور دخل بیجا آیات قرآنی مین پایا نہین جاتا بلکہ کمال [illegible] اور حسن بیانی اور معجزہ
کلام اللہ کا پایا جاتا ہی پس یہی کلام معجز نظام جناب امیر علیہ السلام کا سند متمسک اسکی مصنف اسرار کربلا کا کافی ہی فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الذی امتحن قلوب المؤمنین ببلاء حسن بقولہ ولیبلی المؤمنین منہ بلاء حسنا وسبحان الذی اختص البلاء للولاء بقولہ ولنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین والحمد للہ الذی عظم البلاء علی قدر ایمان المبتلی بقولہ وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم ولا الہ الا اللہ الذی شدد البلاء علی الانبیاء بقولہ ھنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالا شدیدا واللہ اکبر الذی ختم البلاء علی من ختم علیہ الرسالۃ والنبوۃ وجعل فیہ الایت البینات بقولہ واتیناھم من الایات ما فیہ بلاء مبین واستغفر اللہ الذی جمع جمیع البلیات علی حبیبہ محمد ن المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واھلہ واھلبیتہ وقرۃ عینیہ ابی محمد ن الحسن وابی عبد اللہ الحسین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین بقولہ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات ونشکر اللہ الذی اخفی لطافہ الخفیۃ فی خفاء البلاء وبشر حبیبہ بقولہ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ؁ عذر ما تقدم اوّل قبل بیان اصل سخن کے

اس عذر ما تقدم کا ملاحظہ کرنا مقدم ہے ظاہر ہے کہ ابتدای عالم سے
تا ایندم کوئی سانحہ عجیب تر حیرت افزا معرکہ کربلا سے زیادہ صفحہ ہستی پر واقع نہین ہوا اس عجائب اسرار الٰہی
مین عقل بشر حیران ہی سوای تعجب اور کمال حیرت کی کچھ سمجھ مین نہین آتا بقول مولانا محتشم ۵ کام بر تیغ
دادہ اکشتن حسین ٭ بگر کر البقتل کہ دل شاد کردہ ٭ ہر چند کہ کتاب سر الشہادتین مین بہت اسرار
معرکہ کربلا مرقوم ہین مگر پھر بھی جیسا چاہی طبیعت سی دفع تردد نہین ہوتا جب کچھ اندک بھی تامل
کیا جاتا ہی بے اختیار دل پر گذرتا ہے کہ سوای مرتبہ شہادت کی اور بھی کوئی سر عظیم مستتر ہی کہ شہادتکی
درجہ سی عظیم تر اور بلند تر ہی شہادت اسکا دون مرتبہ ہی کسواسطے کہ شہادت عام ہی اور یہ خاص
اتنا ہجوم بلیات اور آفات لوازم شہادت سی نہین پس ایسی عجائب اسرار الٰہی فکر و غور بشری سی کیونکر
معلوم ہو سکتی کہ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا آیا ہے مگر یہ کہ بحکم
لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اوسی عالم السر والخفیات سی استمداد اور اوسی کے کلام سے
استدراک کیا جاوی اور ادراک بشری یہان قاصر ہے اس صورت مین ضرور ہوا کہ اول سب
مقامات حیرت اور استعجاب اور ترددات کے تشریح تمام شرح کیے جاوین بعد اسکے آیات
اور اخبار منصوصہ قرآنی سے اور بدلائل موجہ معقولہ عاقل پسند رفع شبہات اور استعجاب
کیا جاوی کہ جسکو عقل بھی قبول کری او تحیر اور استعجاب اور تردد دلا سے بھی اطمینان سی بدل او اطمینان
بدل ہوا اور منقول اور منصوص اور مستند بھی ہو تا واسطے رفع تردد اور سرمایہ اطمینان قلوب مومنین کی
منقولات معتبرہ اور آیات منصوصہ مفید تر ہون او جسکو منقولات او منصوصات سی انکار ہو اوسکی
واسطے دلائل معقولہ او موجہ عاقل پسند باعث اسکات ہون کہ گنجایش انکار اور لا نسلم کی باقی نہ رہی او وہ منکر
بمقابلہ انکار عجز جواب معقول سی ہوا و عوام ضعیف الایمانکو بسبب لاعلمی او ہر یہ تحیر اور تردد ہو کہ نعرش لیجائین لہذا
بخدمت ملاحظہ کنندگان اور سامعین کے دست بستہ التماس ہی کہ اولا مقامات حیرت افزا شبہات کو
ملاحظہ کرکے مؤلف کو مورد طعن اور الزام نفرماوین بالکہ اسرار اور نکات رافع شبہات کو بھی ملاحظہ فرماوینا
ہے کہ فقط لفظ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پر عمل اور اکتفا کرنا نہ چاہیے بلکہ وسکارٰی کے لفظ وَ اَنْتُمْ بھی دیکھنا

کو بھی ملاحظہ کرنا شرط ہے کہ یہ شبہات حیرت افزا معاذ اللہ مقام انکار میں نہیں بیان کی گئی ایسے شبہات اور ترددات صحیح کہ باعث حیرت مؤمنان اور باعث انکار منکرین ہیں محض واسطے دفع کرنے کے بیان کرنا ضرور تر ہوا کہ ہر مومن با محبت اہلبیت کے دلمین البتہ اس قسم کے شبہے اور ترددات اور تحیرات واقع ہونا لوازم محبت سے ہے اور کس طرح حیرت نہو سے برآل نبی ہجوم مصائب غضب ہیں زمین غصہ اگر عرش تلزل عجب ست این ہمہ آہ اسکا دفع کرنا ضرور تر ہوا تا کہ اطمینان اور تقویت ایمان مومنین بوافی ہو اور منکرین کو بھی مجال انکار باقی نرہے اور حجت الزامی ہاتھہ نہ آسکے

سبب تالیف کتاب اسرار کربلا

عمدہ تر وجہ تالیف کتاب کی یہ ہے کہ سب مومنین محمدی اس ماتم عام مین بالاتفاق شریک غالب ہین اور اجر اس ماتم خاص کا جسقدر متفق علیہ ہے محتاج بیان نہیں کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جاتا ہے پس واسطے جوش بکا کی بیان مصائب و مظلومی اور ابتلای اہلبیت رسالت اور بیان حکایات شہادت ناگزیر ہوتا ہے ایسی مضامین جو کسی منکر بوت کے کان تک پہونچتے ہین اوسکو حجتہای انکاری اور الزامی دلایا اور بیانات مومنین سے ہم پہونچتے ہین اور ثانی الحال ایسی حجتین انکاری زبان منکرین سے سنکر عقائد ایمان عوام ضعیف الایمان کو متزلزل کر کے عاجز جواب ہو کر باعث تبدیل دین محمدی ہوجاتی ہین گناہ ہو تا ہے پس اسصورت مین طرز بیان ایسا چاہئے کہ مضامین جوش بکا جو اصل علت غائی ہے کامل تر ہون اور منکرین معقول پسند کو دلائل موجہ عقلی سنکر گنجایش انکار اور حجت الزامی کی باقی نرہی اور سوای تسلیم کے چارہ نہو اور نیز مین ضعیف الایمان کی بھی ترددات اطمینان سے بدل ہو کر مقابلہ منکرین مین عجز جواب سے نہو اور ایمان کو قوت ہو جاوے اور مضامین بھی صحیح ہوے اور منصوص آیات قرآنی سے متفق علیہ فریقین ہون اور مقابلہ نصوص قرآنی گنجایش اختلافات روایات بھی نرہی اور افراط و تفریط مضامین زوائد شاعرانہ اور دخل موسیقی مرثیہ خوانان زمانہ کہ خالی از بدعت غیر حسنہ نہیں بھی باقی نرہی اور محض عبادت خالص اور ذکر خیر الاذکار تفسیر آیات قرآنی باقی رہ جاوے اور مفہوم معنی تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ الخ صادق آوے کسواسطے کہ اور مرثیہ اکثر شعرا از پی قربت

آرند بسی زائد و موضوع روایت ٭ ناگفته سخن به که در وهست اهانت ٭ آید نه مگر گریه برین راست حکایت ٭ بر راست نگرید اگر از ماتمیان کس ٭ بر کذب و غلط کی منتاثر نشود آن کس ٭

بشنو بگوش هوش ز اخبار کربلا
تا سر نکته چیست به اسرار کربلا

ایها الناس بعد حمد و صلوة بگوش دل اور چشم بصیرت ملاحظه درکار هی که این معرکهٔ کرب و بلا بهر چه بوده هست ٭ خونریزی شاهِ شهدا بهر چه بوده هست ٭ این محض پی مغفرت ماتمیا نست ٭ بی شبهه پی مصلحتِ ماتمیانست ٭ مقصودِ خدا مرحمت ماتمیانست ٭ بنگر که جهان منزلتِ ماتمیانست ٭ صد حیف که با اینهمه در ماتمِ شبیر ٭ یک قطره نه از دیده چکد در غمِ شبیر ٭ در ماتمِ شبیر نباشید چو گریان × بس گریه توان کرد بر احوالِ شمایان ٭ آنکس که چنان بیکس و تنها به بیابان ٭ از بهر شما کشته شود با دلِ بریان × در ماتم او گریه نیاید غضب ست این ٭ ای ماتمیان بس عجب ست این عجب ست این × اب معلوم کرنا چاہیے کہ سانحہ عظیم کربلا ایسا نہیں کہ کسی جن و انس روح و ملک پر مخفی ہوا سکو کوئی کہانتک بیان کر سکتا ہے کہ تا چرخ سفله بود خطای چنین نکرد ٭ بر هیچ آفریده جفای چنین نکرد ٭ چونکہ سانحہ ہوا ہوا اور اسکا ذکر و بیان قبل از وقوع اخبار اور احادیث اور اقوال صحیحہ سے جدا اور بعد الوقوع ہزاران ہزار مرثیا اور تصانیف کتب متقدمین اور متاخرین سے جدا اور اسی طرح سے الی غیر النہایت تا روز قیامت یہ ماتم ایسا نہیں کہ منتہی ہو بلکہ روز قیامت کا خاص اسی داوری و انتقام کیواسطے قرار پایا ہے چنانچہ آیندہ شرح و بیان اسکا واضح کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی ہے این انتقام گر نه فتادی بروز حشر ٭ با این عمل معامله دهر چون شدی × پس اب معلوم کرنا چاہیے کہ سانحہ ایک فقط اپنے اپنے بیان کا فرق ہے سلف سے ابتک ہزاروں آدمی فقط بیان ہی ایک حال میں کیا کیا لفاظی اور طبع آزمائی کرتے چلے آئے ہیں اونسے زیادہ اور بہتر اور جداگون لکھہ سکتا ہے چنانچہ خاک کاتب سے بھی اکثر مرثیہ ہندی فارسی تلمیح اور ترصیع آیات قرآنی برسم متعارف بارادہ خود اور بعض بحکم ذہنی ادا ہو چکے ہیں لہذا اب بطرز متعارف لکھنا تحصیل حاصل اور تکرار مکرر معلوم ہوئی لاجرم بعض اسرار اور عجائب نکات قدرت و حکمت الہی جو اس معرکہ کربلا میں از روی آیات و اخبار قرآنی صحیح تر

معلوم ہوونے اوسکا عمل چھوڑنا اس بندۂ کمترین محمد ظہیر الدین کو مناسب معلوم ہوا اسواسطے
اس کتاب کا نام بہی اسرار کربلا اسم بامسمی معلوم ہوا اور اخبار ایسی سانحہ اعظم کے آیات کلام اللہ سے بنصوص
متواترہ ثابت کہ اللہ تعالی فرماتا ہے لَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ اور پھر وارد ہے کہ
كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ اور پھر آیا ہے کہ لَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ
إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ اور پھر فرماتا ہے کہ كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ خصوصا بیان جمیع مصائب
ظاہری و باطنی اس تصریح سے وارد ہے کہ مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا
فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا الخ اور خود ظاہر او صریح ہے کہ جمیع اخبار آئندہ اور سوانح پیشین کا ماخذ
کلام اللہ ہے اور سب احادیث نبوی اوسکی تفسیرین اور بیان تمامتر مصائب ظاہری اور باطنی کلام اللہ مین ہونا
اس تصریح سے منصوص ہے اور سانحہ کربلا سے زیادہ کوئی مصیبت عظمی صفحۂ ہستی پر واقع نہین ہوئی پھر
اسکی خبر کلام اللہ مین نہونا کچھ معنی نہین رکھتا ہے مگر یہ کہ بسبب کثرت اعلان اور وفور ماتم اور بیقراری کے
کمتر کسیکو اس طرف توجہ ہوئی کہ اس سانحہ اعظم کو آیات قرآنی سے استنباط کرکے تحریر کرے اور کاتب الحروف نے
جو بقدر اپنے حصہ اور ادراک کے ابتداے مصائب حضرت آدم علیہ السلام سے تا آخر معرکہ کربلا
حکایات مصائب انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو آیات کلام اللہ سے استخراج کرکے مرثیہ بہی
مین بصورت موزون لکہا ہے اور بعض آیات کلام اللہ محض بتائید وہبی بلا تحریف و تغییر موزون
ہوگئے ہین بسبب رعایت وزن و قافیہ اور اختصار کے ادای مضامین خاطر خواہ جیسا چاہیے
کب ہوسکتا تہا لہذا اس طرح صاف صاف اردو عام فہم مین لکہنا مناسب تر معلوم ہوا کہ
شاعری اور لفاظی اور زور آزمائی اور قافیہ پیمائی اور رنگین بیانی اور ہے اور بیان جان سخن اور
نفس مطلب اور ہے کہ ادای مطلب واقعی ہرگز اس قافیہ پیمائی اور شاعری سے بخوبی نہین ہوسکتا
لہذا بالفعل کہ بنای سخن گریہ ماتم امام علیہ السلام سے ہے لاجرم اسکا بیان مقدم ہوا بیان

نکتہ قدرت الہی کہ در گریہ و بکا بماتم امام علیہ السلام مستتر است فانظر

اب جاننا چاہیے کہ ماتم امام علیہ السلام مین رونا اور اشک بہانا بالاتفاق اجر عظیم برابر شہداے

کربلا بلکہ بمالب نذر رکھتا ہے اس وفور اجر و ثواب مین جو بشارات اور اخبار متواترہ بالاتفاق منقول
ہین خود ظاہر اور معلوم ہی محتاج بیان نہین اب ایک دلیل ظاہر عقلی اور بدیہی وجہ ملاحظہ ہو کہ
مدار نجات اخروی اور اجر و ثواب کا ایمان پر موقوف ہی اور ایمان بدون امتحان کامل معتبر نہین اور
بدون ایمان کسی عمل صالح کا اجر و ثواب ہرگز مترتب نہین ہوسکتا اور ایمان کو اللہ تعالی نے اپنی
محبت پر منحصر فرمایا ہی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ اور اپنی محبت کو اپنے حبیب کی پیروی اور
تبعیت پر منحصر فرمایا کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور اپنے حبیب کی محبت کو
محبت اہلبیت اور ذوی القربی پر منحصر فرمایا ہی قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى
اور ذوی القربی سے وہ اہلبیت و آلِ عبا مخصوص مراد ہین کہ جنکے واسطے آیۂ تطہیر اور آیۂ مباہلہ نازل
ہوئی ہی کہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا اور آل عبا
کی تخصیص آیۂ مباہلہ سے ظاہر ہی قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ
ثُمَّ نَبْتَهِلْ الخ اور انہین اہلبیت اور آلِ عبا کی محبت محض ایمان ہی کہ لا ایمان لمن لا محبۃ لہ اور ان
اہلبیت اور آلِ عبا مین جو خاص تر اور قریب تر ہین تمام آفات اور بلیات اور مصائب و امتحانات سخت تر
انھین اشخاص خاص کیواسطے خاص ہین کہ ذکر ہر ایک کا بقید نام مرثیہ وہبی مین یون مذکور ہی ؎ ہرچند بلا آمدہ
از حکم الٰہی ؛ ہر یک ز نبی دید غم نامتناہی ؛ چندانکہ کشیدند غم و رنج و تباہی ؛ گردید عوض ہم ہمین دلکماہی
باکام دل آخر ہمہ ایام بسر شد ؛ تا زیست بآسایش و آرام بسر شد ؛ لیکن ہمہ درد و الم و رنج و مصیبت
ظلم و ستم و جور و جفا محنت و شدت ؛ آفات و بلیات و تکالیف و اذیت ؛ آشوب و بلا بیکسی و
غربت و کربت ؛ اینہا ہمہ ختم ست برین پنجتنِ پاک ؛ زہرا و علی و حسنین و شہ لولاک ؛ چون خاتمۂ پنجتن پاک
حسین ست ؛ جز و بدنِ صاحبِ لولاک حسین ست ؛ در مرتبہ بالاتر از ادراک حسین ست ؛ زان مورد
ہر گردش افلاک حسین ست ؛ از نوع بشر مرتبہ اش بسکہ فرو بست ؛ آفات ہم از بہر وی از حصہ فرو بست
پس خصوصاً انھین اہل بیت کی محبت عین ایمان ہوئی اور یہی محبت آخر کار باعث تقویت و تکمیل
ایمان ہوکر اللہ کی محبت تک منتہی ہوئی جیسا کہ منصوص ہے اور اوپر مذکور ہوچکا ہی کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہ

اور حدیث صحیح مین یون وارد ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَفَاوَتُ النَّاسُ فِی الْاِیْمَانِ عَلٰی قَدْرِ تَفَاوُتِہِمْ فِیْ مَحَبَّتِیْ اب اس محبت کا امتحان ضرور ہوا کہ فقط زبانی معتبر نہین پس محک امتحان محبت حبیب خدا یہ ہی کہ اوسکی اہلبیت کی غم سی غم ہو اور راحت سی راحت ہو پس راحت کا امتحان تو عاقبت پر اوٹھہ رہا کہ اوسکا بیان ازروی نص قرآنی بجای خود مذکور ہوگا مگر اس دنیا مین اسی غم پر امتحان ہی اور غم کی علامت عالم ظاہر مین رونا ہی اور رونیکا اعتبار اشک ریزی سے ہی اور اشک ریزی بدون جوش خون دل بارادہ و اختیار خود ممکن نہین اور جوش خون دل بدون حرارت آتش محبت محال کہ اسکی اصل حقیقت اور شبیہہ بعینہ ہو بہو یہ ہی **بیان ماہیت و حقیقت اشک چشم** اب اسکو سمجہنا چاہی کہ اشک چشم کی بعینہ یہ صورت ہی کہ جیسا دیگ مین کوئی رقیق شی سیّال کسی رنگ کی بہری جائی اور اوسکو دیگدان پر رکھکر سرپوش سی بند کیا جاوے اور نیچے اوسکے آنچ ہو جب حرارت آتش سی اجزای سیال اندر سی جوش کہاتے ہین اوسکے بخارات اوٹھکر سرپوش تک پہونچتے ہین وہی قطرہ قطرہ شفاف پانی ہوکر ٹپکتی ہین جیسا دیگ بہبکے عرق کش کی صورت متعارف ہی اب بعینہ دیگ سینہ اور کاسہ سر اور خانہ چشم اور قطرات اشک کی صورت اسیطرح سی ملاحظہ ہو کہ جبتک آتش محبت اہلبیت سے خون دل دیگ سینہ مین جوش نہین کہاتا ممکن نہین کہ سرپوش کاسئہ سر سی بخارات خون دل خانہ چشم سی پانی ہوکر قطرہ قطرہ ٹپکے اور بدون جوش حرارت آتش محبت کے ممکن نہین کہ بقصد اور تصنع آنکھون سی آنسو نکل سکے پس شہدای معرکہ کربلا نے تو خون بہتا دیکہا دیکہی گرایا تہا اور یہ سامع وفور جوش محبت سی خون دل کا بے دیکہے فقط سننے سی گراتا ہے وہان روبرو سامنے تہا اور یہان غیبت مین بعد سالہای دراز ہے اس صورت مین ملاحظہ ہو کہ کسقدر اس محبت غائبانہ کو ترجیح ہی اسیواسطے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی شان مین ہر صفحہ کتاب اللہ گواہی دیتا ہی کہ الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ جب بنای اصل مادہ اشک چشم کی یہ محبت ثابت ہوئی پس لامحالہ غم اہلبیت مین گریہ و بکا کرنا منتہاے دلیل محبت ہی اور یہی محبت عین ایمان مایہ نجات و اجر

اخروی ہی اسصورتمین اس بکا اور گریۂ اشک ریز کا مرتبہ دیکھنا اور سمجھنا چاہئیے اور یہ ماتم عام ازلی ایسا نہین کہ کوئی اس سے خالی ہو چونکہ امتحان کمال محبت اشک چشم سے ہے اور محبت عین ایمان اور صفت کمال ایمان کی نسبت یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ سرصفحۂ کلام اللہ سے منصوص ہی اور تخصیص اور تنزیل اس کتاب الہی کی محض واسطے ہدایت یومنون بالغیب کے مفہوم معنی آیہ سرصفحۂ کلام اللہ سے صریح تر ہے کہ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ الخ اور ایمان محض محبت اور محبت کی شناخت اور امتحان اشک چشم ہے اور یہی اشک چشم دلیل ماتم اور غم والم ہے اس نظر سے اندکے بامعان نظر ملاحظہ درکار ہے کہ تمام سراپاے کلام اللہ سے کنایہ غم والم کا ہویدا ہی تمہید مضمون غم و

الم بطرز شاعرانہ

چہ ماتم ست کہ با مصحف آمدہ توام ✤ سیاہ پوش بود حرف حرف نیز ماتم ✤ الم شد از سر قرآن علم اَلَمْ نَعْلَمْ ✤ کہ ہست حرفِ الف لام میم بشکلِ اَلَمْ ✤ مگر کنایہ بلفظ اَلَمْ نمی بینے ✤ بخواندن ست جدا در نوشتن ست بہم ✤ چنان نمود سرایت الم بلفظ اَلَمْ ✤ کہ حرف حرف بخواندن جدا شدہ ست از ہم ✤ مگر ز روز ازل شد قلم نشانِ اَلَمْ ✤ کہ این چنین بسر لوح گشت جَفَّ الْقَلَمْ ✤ بود بذکر شہادت براعت استہلال ✤ مقدم آمدہ این حرف در کلام قدم ✤ سواد مردمک دیدہ نقطہ شد بر عین ✤ کہ عین سورۂ غم شد ز نقطہ صورت غم ✤ غم والم ہمہ قرآن بود ز سر تا پا ✤ اَلَمْ بہ اول و آخر غم ست سورۂ غم ✤ کہ پارہ پارہ ز غم مصحف ست سی پارہ ✤ ببین در و وَلْیَبْکُوْا کَثِیْرًا ہست رقم ✤ اَلَمْ بہ اول قرآن خبر دہد ز ازل ✤ غم از ابد خبر آمد ز آخرش بہم ✤ ازل ابد ہمہ را در گرفت این ماتم ✤ چہ جن و انس چہ روح و ملک چہ لوح و قلم ✤ فلک بنیل قبا و زمین بخاک طپان ✤ تب از حرارت غم کرد نیر اعظم ✤ نجوم دیدہ حیران قمر بخسف محاق ✤ بگریہ ابر و شفق غرق خون ملک بندم ✤ کشیدہ ہست ز شب چادر سیہ بر سر ✤ اسیر روز سیاہ است ورز روشن ہم ✤ ز آیۂ لَہُمُ اللَّیْلُ آیتی ز غم ہست ✤ شدہ ہست نَسْلَخُ مِنْہُ النَّہَارَ بسکہ اہم ✤ ہنوز لرزہ آید چو بار ہا بزمین ✤ ز غم بلرزہ درآیند خفتگانِ عدم ✤ کدام چشم کزین غم ہمیشہ گریان نیست ✤ بدیدہ گل خندان ہم اشک از شبنم ✤ ز عینی وَجِلَتْ رقتِ قلوب بدان ✤ ہم از تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ اشک دیدہ نم ✤ بقا ستست الف لام میم زلعت ورزمین ✤ مجسم ست الم صورت نبی آدم ✤ غم حسین حسن در ہر دو عالمست تمام ✤ بسری بود فقہ از غم اگر چہ نباشد بہ ترقعم

شعر مضمون یہی ہے ۔ ولی چو غم ہمہ عالم ست و غمخوار ۔ بدون غم نتوان بود غمخوار عالم ۔ اب اسکو لحاظ کرنا
چاہیے کہ ابتدای خلقت آدم سے تا ایندم کوئی سانحہ عجیب تر اور عظیم تر صفحۂ گیتی پر معرکہ کربلا سے زیادہ واقع نہیں ہوا
اور نہ آیندہ ہوا اور روز قیامت کو ایسے سانحۂ عظیم کی خبر ہے تو وہ روز قیامت بہی محض واسطے تدارک
اور سزا ورہی اسی معرکۂ کربلا کے موعود اور مخصوص ہے ۔ این انتقام گر نہ فتادے بروز حشر ۔ با این
عمل معاملہ دہر چون شدی ۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُهُمْ صفت اور شان اوس روز خاص
کی ہے اور ظالمین سے اشقیای خاص معرکہ کربلا مراد ہین جسکا شرح و بیان آیندہ انشاء اللہ تعالی بتصریح و
تنصیص آیات قرآنی آتا ہے اور اوس روز مین وہ احکم الحاکمین قاضی حشر حاکم محکمۂ قضا و قدر بتمام عظمت و
جبروت بذات واحد حکم فرما ہوگا کہ یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا وَّالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ بیان
اوسکا ہے اوس وقت مین کہ وہ رحمة للعالمین بحکم استثنای اِلَّا بِاِذْنِهٖ اور بپاس وعدہ وَلَسَوْفَ
یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی بمقام عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اور بر مسند مَقْعَدِ صِدْقٍ
عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ کے جلوہ فرما ہوکر تمام و کمال سو درجہ رحمت الہی سے مجسم ہوکر ہمہ تن
محو شفاعت ہوگا جیسا کہ حدیث صحیح مین آیا ہے اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ
یَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ بَیْنَهُمْ وَتِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ یعنی واسطے اللہ کے سو درجہ رحمت کے
ہین اور انہین سو درجون سے ایک درجہ تمام ذوی الارواح متحرک بالارادہ کو مرحمت ہوا کہ جو
باعث پرورش اولاد اور یگانگان تمام مخلوقات اور عشق مجازی کا ہے اور ننانوے درجہ
باقی واسطے روز قیامت کے ہین فقط اور یہ ثابت ہے کہ یہ ایک درجہ رحمت اور محبت کا
بہی روز قیامت مین سب سلب ہوکر اونہین ننانوے درجون مین شامل ہوکر پوری سو درجہ
کامل ہوجاوینگے اوس وقت بسبب سلب ہوجانے اوس ایک درجہ رحمت کے برادر برادر سے
اور پسر پدر سے اور مادر دختر سے جدا ہوکر آپسمین اسقدر دشمن یکدیگر ہوکر نفرت کرینگے کہ اللہ تعالی
خبر دیتا ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ الخ یہانتک کہ عشاق
مجازی مثل لیلی مجنون اور شیرین فرہاد اور وامق و عذرا بہی معشوقون سے نفرت کرینگے بلکہ دشمن یکدیگر

ہوجاوینگے جیسا کہ اللہ تعالی جلشانہ فرماتا ہی اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اور دوست
جانی آپسمین دشمن جانی ہوکر حسرت سی کہینگے کہ کاش ہم فلانے شخص سی دوستی نکرتے جیسا کہ
اللہ تعالی فرماتا ہی يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا الخ فقط اوسمین ایک درجہ رحمت عام
سلب ہونیسے یہ حال تمام خلائق کا ہوگا یہانتک کہ انبیا کو بھی اپنی اپنی جان کی پڑی ہوگی کہ
بحال خود مضطر ہوکر نفسی نفسی کہینگے اوسوقت مین وہ سو درجہ رحمت تمام وکمال مجسم ہوکر
جیسا مذکور ہوچکا ہے مقام محمود مین اور مسند مَقْعَدِ صِدْقٍ کے جلوہ فرما ہوکر محو شفاعت ہوگا
اوسوقت سخت مین اپنی ذات خاص کیواسطے کچھ پروا نکرکے اور اپنے نفس کو امت پر فدا کرکے
اُمتی اُمتی کہتا ہوگا اسی مقام سی اللہ تعالی خبر دیتا ہی کہ اَلنَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ
اسطرف تو یہ شفاعت اور رحمت عام کا سامان ہوگا کہ دفعۃً درمیان عرصہ قیامت کے منادی ندا کریگا کہ
يَا أَيُّهَا الْإِنْسُ وَالْجِنُّ كُلُّهُمْ أَجْمَعِينَ طَأْطِئُوا وَاحْجُبُوا عُيُونَكُمْ الخ یعنی ای تمام انس وجن ہٹو ہٹو
راہ چھوڑدو اور چھپاؤ اپنی آنکھین کہ حضرت خاتون قیامت صلوۃ اللہ علی ابیہا وعلیہا تشریف
لاتی ہین اوسوقت کا حال خیال کیا جاوی کہ کیا عالم ہوگا پس قیامت اسی کا نام ہی کہ محض ایسی
داوری کیواسطے یہ روز خاص قیامت کا قرار پایا ہی حضرت خاتون قیامت کا محل قضا وقدر مین انکی
داوری کے قیام فرمانا اسیکا نام قیامت ہی ع کہ برپا شدہ ہست از قیامت قیامت ۔ اور وجہ تسمیہ
خاتون قیامت کی یہی ہی گفتہ شد سہ زین حادثہ پیدا شدہ مضمون قیامت ۔ اور دقیامت
غم خاتون قیامت ۔ اب اندکے امعان نظر سی ملاحظہ ہو کہ در حقیقت روز قیامت وہی تھا جو کربلا
مین در جمعہ عاشورای محرم مین گذر گیا اسی داوری اور روبکاری کیواسطے جو روز خاص جو دیتا اوسکا
بھی یہی نام قرار پایا اور یہ خود معلوم اور متفق علیہ ہی اور مولانا رفیع الدین علیہ الرحمہ حدیث صحیح سی رسالہ
قیامت مین لکھتی ہین کہ دہم محرم عاشورا روز جمعہ کو روز محشر واقع ہوگا اس نظر سی بھی یہی روز واقعہ کربلا
اصل روز قیامت کا ثابت ہوتا ہی کہ روز محشر اسی کی فرع ہوا اور اسی رسالہ قیامت مین حضرت خاتون
قیامت کا بسواری ناقہ عرصہ عرصات مین تشریف لانا اور سب اہل عرصات کا آنکھ چھپانا بصراحت

تمام مذکور ہی اور بیچ شرح و بیان اسی روز قیامت کی تمام کلام اللہ بر ہی اور واسطے افہام عام کے
خامۂ کاتب سی مرثیہ وہی مین یون ادا ہوا ہی ؎ وقتیکہ بیک نیزہ رسد مہر درخشان ٭ وقتیکہ اولو العزم
بود مضطر و حیران ٭ وقتیکہ رسولان ہمہ نفسی شدہ گویان ٭ وقتیکہ پدر شد ز پسر نیز گریزان ٭ وقتیکہ شود
زیر و زبر عالم امکان ٭ وقتیکہ ز انسان متنفر بود انسان ٭ آنوقت کجا تاب سخن نوع بشر را ٭ جز آنکہ
دہد در رہ حق لخت جگر را ٭ آنرا کہ چنین حق شدہ ثابت بر یزدان ٭ آنکس کہ فدا شد برہ حق بدل و جان
آنکس ہمہ تن غرق بخون با دل بریان ٭ پیراہن پر خون بکف والدۂ آن ٭ خواہد چو باین شکل بمحشر ز خداداد
یا بد بیقین سبط پیمبر ز خدا داد ٭ آن داد چہ خواہد عوض اینہمہ خدمت ٭ از حضرت حق مغفرت جملۂ امت ٭
ما را ز گنہ سوی زمین روی ندامت ٭ و ز کرم دست دعا بہر شفاعت ٭ ہر یک ز بر خویش براند بچنان وقت ٭
او امت من گفتہ بخواند بچنان وقت ٭ **بیان سر نازک و نکتۂ باریک کہ درینمقام ست**
اب یہان سی ایک سر نازک و نکتۂ باریک اور سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالی نے ایسی رحمۃ للعالمین کو
محض واسطے شفاعت اور رحمت عام کے ہمہ تن رحمت مجسم ازل سی پیدا کیا اور حکم عام بھی واسطے
رحمت عام کے فرمایا کہ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور اجازت مین بھی واسطے شفاعت کے
استثنا فرمایا کہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اور اس امت کو ازل سی امت مرحومہ لقب
دیکر خامۂ قدرت کو حکم فرمایا کہ اُکْتُبْ یَا قَلَمُ قلم نے چاہا کہ اس امت مرحومہ کو بھی مثل امم انبیاء سابقین تحریر
کرے کہ سب گنہگار و دوزخین اور بیگناہ بہشت مین جاوینگے یکبارگی آواز غضبناک بہیبت تمام آئی کہ
تَاَدَّبْ یَا قَلَمُ تَاَدَّبْ یَا قَلَمُ یعنے ادب کر ای قلم ادب کر ای قلم ملاحظہ ہو کہ لفظ تادب آئی توقف اور تامل
کی نہ آئی یہانتک کہ اس ہیبت سی قلم شق ہو گیا کہ شگاف قلم اوسکی علامت بیان کرتے ہین آخر بعد
ہزار سال کے پھر صانع قدرت نے قلم کو پیدا کیا اور پھر حکم لکھنے کا فرمایا قلم اس مقام مین اکر ٹھر گیا
اور خوف الٰہی سے کانپنے لگا کہ امت مرحومہ کے حق مین کیا لکھے کہ یکبار کی حکم ہوا اُکْتُبْ یَا قَلَمُ
اُمَّةٌ مُّذْنِبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ یعنی لکھ ای قلم کہ امت گنہگار اور پروردگار بخشنے والا ہی ؎ بعد
تحریرات دیگر چون قلم آمادہ شد ٭ تا جزای امتش سازد رقم چون دیگران ٭ صیحہ از قہر حق آمد تادب

یا قلم ٭ دفعۃً شق شد قلم از ہیبت حق ناگہان ٭ امت مذنب بود ہذا و رب او غفور ٭ چون ندا آمد کہ اکتب یا قلم این را چنان ٭ پس رقم زد خامۂ قدرت معاً این حکم را ٭ کے میسر شد چنین نعمت بدیگر مرسلان ٭ توبۂ آدم ز استشفاع نور پیش شد قبول ٭ شد نجات نوح از طوفان ز نامش در زمان ٭٭

صحت اس مضمون کی حدیث صحیح سے بغایت تواتر سے محتاج بیان نہین معہذا بالاتفاق بتواتر ثابت ہے کہ ہنگام وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملک الموت منتظر اجازت کو آستانہ مبارک پر کھڑے ہین اور آپ بانتظار جبرئیل علیہ السلام حکم قبض روح کا نہین فرماتے ہین اور حضرت جبرئیل بار بار اگر مژدۂ انتظار اور محو نثار حوران بہشتی اور آراستگی بہشت اور پیامات طلب جناب باری عز اسمہ بکمال انتظار بلکہ اشتیاق لاتے ہین اور طرح طرح کی خوشخبریان سناتے ہین مگر آپ ہر مرتبہ وعدۂ شفاعت اور مغفرت تمام امت مرحومہ کا چاہتے ہین اور ہر مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اوسکے جواب مین مژدہ ہائے مغفرت امت کثیر بقید تعداد کثیرہ لاتے ہین مگر آپ ہرگز نہین راضی ہوتے ہین اور ہر مرتبہ بار بار یہی جبرئیل امین سے فرماتے ہین کہ مقدار معین کی قید کیسی ایک حرف کافی ہے کہ سب تمام وکمال امت مذنب کی مغفرت کا یکبارگی قطعاً حکم اور وعدہ ہوجاوے مگر باینہمہ اصرار اور مواعید ازلی حکم مغفرت کلیۂ امت کا نہ ہوا تا اینکہ آخرکار بعد اصرار بسیار و آمد و شد بار بار حضرت جبرئیل امین یہ آیہ مجمل اور جامع اور مانع لائے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ یعنی قریب تر ہے کہ عطا کریگا پروردگار تیرا پس راضی ہوگا تو یعنی جسمین تو راضی ہوگا وہ کریگا آپ ملاحظہ ہو کہ بعد اسقدر اصرار اور قیل وقال بسیار کے یہ وعدہ مبہم آیا اور کلیہ حکم قطعی واسطے تمامتر امت کی نہ آیا تا اینکہ آنحضرت فی اسمی عدہ اخیر ربک فترضی پر راضی ہوکر اجازت حضوری اور قبض روح کی حضرت عزرائیل کو فرمائی جسکا بیان مرثیہ وہی مین خامۂ کاتب سے یون برآمد ہوا ہے اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ آورد جبرئیل أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ خبر از محکم تنزیل × از ذائقۃ الموت خبر داد بہ تعجیل × آمد بجناب پیش ملک الموت بتقبیل ٭ حاصل چو اجازت ز رسول دو جہان شد ٭ پس معنی حرف أَفَإِن مَّاتَ عیان شد ٭ کما قال عز وجل وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ الخ یعنی نہین ہے محمد مگر رسول آئینہ گذری

قبل اونکی برسولان یا ہیہ کہ اگر مثل رسولان ماضی کے وفات پاوی یا قتل کیا جاوے اب
یہان ہیہ نکتہ صریح تر ملاحظہ ہو کہ موت کی لفظ پیشتر ہے اور قتل کی لفظ بعد ہے یہ گویا کنایہ صریح ہی
معرکہ کربلا کا کہ موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشتر واقع ہو گی کما وقع اور قتل شہادت
بعد اسنکے جیسا کہ کربلا مین واقع ہوا اسی کنایہ بلیغ سی بصراحت ثابت ہی کہ درحقیقت یہ شہادت
معرکہ کربلا شہادت خاص جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی جیسا کہ کتاب سر الشہادتین
مین واضح تر لکھا ہے اب یہ نکتہ ملاحظہ ہو کہ کلام اللہ مین لفظ مَاتَ پیشتر ہے اور قُتِلَ بعد ہے
ان دونون لفظون کی بترتیب قبل و بعد مطابق واقع کی کیا حاجت فقط لفظ مَاتَ کافی
تھی پس اگر یہی قتل شہادت معرکہ کربلا لفظ قُتِلَ سے مراد نہ لی جاوے بارے یہ لفظ کلام اللہ
مین زائد اور بے معنی اور خلاف واقع بیکار ٹھہرتی ہے فافہم و تدبّر اور اس قتل شہادت کا
بیان جو معرکہ کربلا مین خاتمہ آل عبا پر ختم ہوئی ہے مرثیہ وہی مین خامہ اس سیہ نامہ سے
یون برآمد ہوا ہے کہ ـــ انصار و موالی و عزیزان و مددگار ٭ گشتند شہید دم شمشیر ستمگار
تنہا بمیان آن خلف حیدر کرار ٭ بی مونس و بی ہمدم و بی یاور و بی یار ٭ از نقش گریبان بمقامی
کہ نشان شد ٭ آنجا بچسان خنجر بیداد روان شد ٭ آنکس کہ بود ابن شہ ساقی کوثر ٭ آنکس کہ بود مردمک
دیدہ حیدر ٭ آنکس کہ بود لخت دل فاطمہ اطہر ٭ آنکس کہ بود جان و دل و روح پیمبر ٭ آن شخص
گرفتار بلیات حسین ست ٭ در کرب و بلا مورد آفات حسین ست ٭ آن سینہ گنجینہ اسرار الہی
اکنون شدہ گنج الم نا متناہی ٭ آن سر کہ سرافراز بود افسر شاہی ٭ آن جسم مطہر بچنین رنج و تباہی
زیر سم خاک طپان وای مصیبت ٭ وان سر بسر نوک سنان وای مصیبت ٭ آنکس کہ مجسم ہمہ تن نور خدا بود
آن نور خدا را بزمین سایہ کجا بود ٭ در سایہ لطف و کرمش ارض و سما بود ٭ کی سایہ جسمش بسر خاک روا بود ٭
چون سایہ فتادہ بزمین خسرو تنش آہ ٭ نی سایہ میسر شدہ و نی کفنش آہ ٭ خورشید ہدایت ز نظر چونکہ نہان شد
از ماتم او تیرہ و تاریک جہان شد ٭ جن و بشر و روح و ملک نوحہ زنان شد ٭ کونین پر از غلغلہ یا لہفا
شد ٭ آثار قیامت بجہان در ہمہ پیداست ٭ از شور یکا ینفخ فی الصور ہویداست ٭

زد پنجۂ خورشید گریبان سحر چاک ٭ از رنگ شفق غرق بخون پیکر افلاک ٭ آن شہ زدین سبط نبی شہ لولاک ٭ افتاد تنش بی کفن و سر بسر خاک ٭ آن شہ کہ سر عالم و ہم عالمیانست ٭ ہیہات کہ حالا بسر نیزہ روانست ٭ اشعار یہ تا شام چگویم کہ چسان رفت ٭ تن زخمی و بر خاک طپان سر بسنان رفت ٭ القصہ بنا کامی و حسرت ز جہان رفت ٭ مظلوم بکام دل اعدا بجنان رفت ٭ مثل دگران راحت و آرام ندیدہ ٭ در دہر بجز محنت و آلام ندیدہ ٭ اب اوس سر نکتہ تقدیر اور مغز سخن کو جو پیشتر بیان ہو چکا ہی سمجھنا چاہیے کہ وعدۂ قطعی امت کا باوجود اوسقدر اصرار اوس رحمت مجسم کے محض کسی روز کیواسطے اوٹھ رہا تھا اگر اوسوقت وعدۂ مغفرت تمام امت کا قطعاً ہو جاتا آج واسطے تعذیب اور انتقام اشرار کربلا کے اور صورت داوری حضرت خاتون قیامت صلواۃ اللہ علیہا کی کون تھی اور قرار داد داوریگاہ روز قیامت سے بروز خاص عاشورا دہم محرم یوم جمعہ کون حاجت تھی فافہم اور تدبر اسمین اور کئی حکمتین اور مصلحتین الٓہی ظاہر ہوئین ادہر تو جمیع مراتب صبر و شکر اور رضا و تسلیم اور خلّت کے ختم ہوئے اور شہادت اسکی ذیل مین خود حاصل ہی اور ادہر امتحان کمال محبت محبان اہلبیت کا اس اشک ریزی اور ماتمداری سی بواقعی منصور کہ بدون جوش حرارت آتش محبت آبدیدہ ٹپکنا باختیار وارادہ خود ممکن نہین جیسا کہ بالتشریح مذکور ہو چکا ہی اور یہی محبت محض ایمان ہی اور محبت کی شان یہی ہے کہ محبت کے غم سی غم اور راحت سی راحت ہو پس غم کی پہچان اور محک امتحان تو اس دنیا مین اشک چشم ٹھہرا اور راحت کی پہچان اور امتحان اس دنیا مین کیا ہو سکتا تھا کہ انسان تصنع بھی خندان دہن ہو سکتا ہی اور اشک نکلنا تصنع محال لہذا راحت کا امتحان عاقبت اور قیامت پر اوٹھ رہا جیسا کہ اس دنیا مین رونا اور آنسو نکلنا بارادۂ خود ممکن نہین ویسا اوس روز حشر مین کہ ع اولوالعزم را دل بلرزد ز ہول شان اوسکی ہی ہنسنا اور خوش ہونا بارادۂ خود ممکن نہین کہ زہرہ آب ہوگا مگر یہ کہ جسوقت مومنین محبان اہلبیت کو حال ذلت اور خواری اور رسوائی اور عذابات اشرار کربلا اللہ تعالی دکہاویگا بلا اختیار اوس معرکۂ حشر مین کمال محبت اہلبیت سی ہنس پڑین گے پس یہی خوش ہونا اوسوقت کا مایۂ کمال امتحان محبت

ہوگا کما قال عزّ وجلّ فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون یعنی آج وہ دن ہی کہ مومنین حال ذلت وخواری کفار کا دیکھکر بے اختیار ہنس پڑینگے باقی احوال امتحان اس ساعت کا جو بروز قیامت موعود ہی انشاء اللہ تعالی آیندہ از روی نص قرآنی بصراحت تمام بجاے خود بیان کیا جائیگا بالفعل اس دنیا دار المحن والبلا مین محک امتحان یہی اشک چشم ہے پھر کیونکر اس رونیکا اجر شہداے کربلا سے اگر زیادہ نہو بارے برابر مین کیا کلام ہوسکتا ہی پس ہ ای ماتمیان شہ دین آہ کجائید ٭ درکار جہان اینقدر آشفتہ چرائید ٭ اندک بتامل ہمہ غور نمائید ٭ از مہر خدا دیدۂ انصاف کشائید ٭ کاین معرکۂ کرب وبلا بہر چہ بودہ است ٭ خونریزی شاہ شہدا بہر چہ بودہ است کما ذکرتہ آنفا یہ معنی ہین اوس مضمون متعارفہ عوام کے جو کہتے ہین کہ امت کی بخشوانی کیواسطے اپنا سر دیا معاذ اللہ ہزاران ہزار سرہاے امت گنہگار اوسکے ناخن پا اور اوسکے نام پر نثار ہونا مایۂ مغفرت اور نجات دارین ہی اور کمال رافت اور رحمت اوس ارحم الراحمین کی کب مقتضی تھی کہ ایسے گنہگاران روسیاہ سراپا تقصیر کی مغفرت ایسے اپنی محبوب کی محبوب کے قتل پر مشروط کرتا مگر وہ قادر مطلق بدون قتل ایسی بیگناہ گوشوار عرش برین کی امت مرحومہ ازلی کو نہین بخش سکتا تھا کہ خود فرماتا ہے کلا تزر وازرۃ وزر اخری اور کیسا قتل ان مصیبتون اور تکالیف کی ساتھہ جیسی کہ معلوم ہے ہان مگر یہ کہ اس اشک چشم سی امتحان محبت اور تکمیل ایمان کی البتہ بواقعی متصور ہی جیسا کہ مذکور ہوچکا ہے اور یہی ایمان اور محبت صریح مایۂ مغفرت ہی فافہم اب اس مقام پر چند شبہات حیرت افزا مومنین محبان اہلبیت کو واقع ہوتی ہین کہ مومنین کو مایۂ تردد اور حیرت اور منکرین کو حجت انکاری اور الزامی بہم پہونچتی ہی اور مومنین عوام لا العلم کو اونکی مقابلہ مین عجز جواب سی ہوکر مایۂ لغزش اور ضعف ایمان ہوتا ہی اور بات دور تک پہونچ جاتی ہی پس واسطے رفع کرنے ایسی شبہات اور ترددات عظیم کے ایسی وقت مین یہ کتاب ترتیب دینا ضرور تر ہوا فافہم اول شبہہ اور تحیر عظیم ارباب معنی کا یہ ہی کہ اس ظلم عظیم ناحق کا فاعل کسکو ٹھہراتی ہو بظاہر یہ بلا عین اشرار کربلا صحیح ظاہر ہین اور بعضی پیچتاب کھاکر اپنا غصہ چرخ ستمگار پہ نکال لیتے ہین کہ ہ اے

چرخ غافلی که چه پیدا کرده ٭ ورفتنه با چها ستم ایجاد کرده ٭ کام یزید داده از کشتن حسین ٭ هنگر بقتل که ولشاد کرده ٭ تا چرخ سفلہ بود خطای چنین نکرد ٭ بر ہیچ آفریدہ جفای چنین نکرد ٭ پس اگر موافق عقیدہ ارباب باطن کے فاعل حقیقی کیطرف نسبت کیجاوے کہ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ الخ اسوقت یزید ملعون اور اشرار کربلا بچے جاتے ہین حال آنکہ ملعون ابدی ہونا جمیع اشرار کربلا کا نصوص قطعیہ متواترہ سے ثابت ہی جسکا آگے بتصریح آیات قرآنی ذکر آتا ہی انشاء اللہ تعالی معہذا اگر بسبب بدہ ظاہرو بدیہی سب اشرار کربلا کیطرف منسوب کرکے ملعون ابدی قرار دیجئے یاری وہ چشمہ آب کا جسے خیمہ گاہ حرم کسنی خود بخود غائب کردیا اور حسب صلاح ہی حضرت حُر کے لشکر شہید مظلوم کا تمام شب روارو دشت کربلا سے کوچ کرگیا اور پھر صبح کو اوسی مقام خیمگاہ مین ذوالجناح ٹھہر گیا اور کسیطرح جنبش کی پھر اوسکا فاعل عالم ظاہر مین کسکو ٹھہراتی ہو اور اسجگہہ اوس فاعل حقیقی نے کیون اپنا فعل خاص بی پردہ عالم اسباب کے ظاہر کردیا پھر اسمین کیا اسرار حکمت الٰہی ہی معہذا جو بحکم ظاہر شریعت اور نص قرآنی سب اشرار کربلا ملعون ابدی وجہنمی بہی ہوئے جیسا کہ آگے مذکور ہوتا ہی پھر بھی یہ سزای عام کہ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۤؤُہٗ جَهَنَّمُ علی العموم وارد ہی ایسے مظالم شدیدہ کی کیا سزا ہوئی ایسے عجائب اسرار الٰہی مین البتہ غور و تامل درکار ہوتا ہے **تحیر دوم** یہ ہی کہ عمدہ ترین شرائط اعظم شہادت اور غزای کفار مین یہ ہی کہ مقابلہ کفار حربی غیر کلمہ گو سے ہو اور مایۂ نزاع محض دعوت اسلام اور تکلیف کلمۂ شہادت ہو اور کچہ غرض ذاتی اور نفسانی نہو جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام کے حال مین مذکور ہے کہ آپ نے ایک کافر حربی غیر کلمہ گو کو مغلوب اور زیر کرکے خنجر اوسکی گردن پہ رکھکر دعوت کلمۂ شہادت کی اوس کافر نے کلمۂ شہادت نہ کہا آپنے غیظ و غضب مین آکر چاہا کہ سر اوسکا جدا کرین کہ اوس ملعون نے آب دہن اپنا چہرۂ مبارک کیطرف پھینکا فوراً آپ اوسکے سینہ پرسے اوٹھ کھڑے ہوئے اور خنجر کو نیام مین کیا کہ اوس کافر نے متحیر ہوکر سبب پوچھا آپنے فرمایا کہ پہلے مین تجکو بلا عداوت نفسانی محض بسبب کہنے کلمۂ شہادت کی قتل کرتا تھا وہ قتل کرنا حکم خدا کا کہتا تھا اب جو تونے تھوک مارا عداوت نفسانیکا دخل ہوگیا پھر تیرا قتل کرنا خالصاً للہ نہو

بلکہ للنفس ہو جاتا اسواسطے مین نے تجکو عمداً چھوڑ دیا فقط یہ سن وہ کافر فوراً قدم پر گرا اور صدق دل سے ایمان لایا جیسا کہ مولانا ے روم فرماتے ہین کہ اوخیو انداخت بر روی علی * افتخار ہر نبی و ہر ولی الخ اب ملاحظہ ہو کہ خاص اہم ترین شرط شہادت اور غزا کے یہان بظاہر مفقود اور ہزار ہزار طرح کے مصائب اور تکالیف اور شدائد اور اذیت اور رنج اور تباہی اور غارتگری اور آتش زنی خیام اور اسیری اور توہین اہل حرم مین کوئی دقیقہ ذلت و خواری کا اوٹھہ نرہا یہانتک کہ چشمۂ آب بھی خود بخود غائب ہو گیا پھر یہ سب امور لوازم شہادت سے تھے اسکے مقابلہ مین امر شہادت آسان تر اور سہلتر تھا فقط یہی سبب اور یہی وجہ اور یہی جرم کافر کے ہاتھ سے قتل ہو جانا واسطے شہادت کے کافی تھا جیسا شہادت جناب امیر علیہ السلام کی یا شہادت معنوی جناب حضرت امام حسن علیہ السلام کی وقع ہوئی بارے اسمین کیا اسرار الٰہی ہے تحریر سوم اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب ہجوم بلیات اور مصائب شدیدہ محض واسطے امتحان کے تھا کہ سب انبیا پر علیٰ قدر حال ہر گونہ ہجوم بلا اور مصائب کا بالاتفاق ہے کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی اُوْلِی النُّھٰی اس صورت مین بھی دفع تحیر واقعی نہین ہو سکتا کسواسطے کہ ہجوم بلیات کا واسطے امتحان جمیع برگزیدگان بارگاہ کبریا مسلم مگر آخرکار بعد تکمیل امتحان کے مقابلہ کفار مین امداد انبیا اور ہزیمت و اہلاک اور شکست کفار اور نجات انبیا اور غلبۂ انبیا بھی مسلم ہے کہ اسکی شرح اور تفصیل دراز ہے اور کلام اللہ مین واضح تر ہے چنانچہ نجات اور امداد حضرت آدم علیہ السلام کی بحکم فَتَابَ عَلَیْہِ الخ اور امداد اور نجات نوح علیہ السلام بمفاد فَاَغْرَقْنٰھُمْ اَجْمَعِیْنَ الخ اور امداد حضرت ابراہیم کی اول فوج جنود لیشہ سے ہوئی پھر امتحان ثانی مین امداد نمایان بحکم قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ اور امداد آخر مین وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور حفظ لوط علیہ السلام کا بمفاد فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا اور عود بصارت یعقوب علیہ السلام بحکم اَلْقٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا اور کشف ضر ایوب علیہ السلام کا بمفہوم آیہ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور امداد موسیٰ علیہ السلام اور اغراق تمام لشکر فرعون بمصداق حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَکَہُ الْغَرَقُ اور قبول توبہ داؤد علیہ السلام بہ بشارت فَغَفَرْنَا لَہٗ ذٰلِکَ اور دفع فتنہ سلیمان علیہ السلام اور عطاے بیحساب با بشارت ھٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِکْ بِغَیْرِ حِسَابٍ

اور حفظ عیسیٰ علیہ السلام کا بنص مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ علی ہذا ہر گونہ حفظ و
امداد و اعانت اور نجات اور فتح اور نصرت اور غلبۂ دین اسلام اور تسلط حضرت خاتم الانبیا
صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً بارہا با مداد ملائکہ خود محتاج بیان کا نہیں کہیں بحکم یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلَافٍ
مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیْنَ اور کہیں بمصداق بِثَلٰثَۃِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُنْزَلِیْنَ علی ہذا سورۂ
انا فتحنا اور اذا جاء وغیرہ آیات بشارت فتح اور امداد و غنائم کثیرہ محتاج بیان نہیں المختصر بلا بقدر ولا
اور امتحانات سخت بقدر محبت جمیع خاصان برگزیدگان درگاہ کبریا اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے واسطے سے شبہ ازل سے مخصوص ہیں کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں اِنَّا مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً ۔ بر خوان غم چو عالمیان را
صلا زدند ؂ اول صلا بسلسلۂ انبیا زدند ؂ کہ مفہوم اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ اور مفاد
مضمون وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ اس تخصیص پر شاہد عادل ہے مگر ایسا سانحہ عجیب حیرت افزا
جو معرکۂ کربلا میں واقع ہوا کہاں تھا کہ خاص بہر خاصہ درگاہ الٰہی ؂ از روز ازل گشت غم نامتناہی
چندانکہ کشیدند غم و رنج و تباہی ؂ گردید عوض ہم ہمین دار کماہی ؂ چون حضرت شبیر کہ راضی برضا
بود ؂ زینسان کہ تہ خنجر تسلیم و رضا بود ؂ مگر وہ بلائیں امتحانی اور سختیں کہ بعد امتحان کامل
فوراً دفع ہو کر اصلاح واقعی ہو گئی اور ظفر بالمطلوب اور استیصال اعادی بخوبی تمام ہو کر ہر گونہ
نجات اور فلاح انبیا اور امداد واقعی صورت پذیر ہوئی ؂ باکام دل آخر ہمہ ایام بسر شد
تا زیست باسایش و آرام بسر شد ؂ پس یہ سانحہ معرکۂ کربلا اگر اسی طرح واسطے امتحان کے
تھا چاہیے تھا کہ بعد اتمام جمیع مصائب اور امتحانات واقعی آخر کار یہاں بھی مثل انبیاء سابقین
امداد واقعی اور ظفر براہ ہوتی جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کیواسطے ہر امتحان میں بعد تکمیل امتحان
حفظ واقعی اور امداد کامل ہوئی امتحان آخرین جو سخت تر تھا جب اللہ تعالیٰ نے دونوں
باپ اور فرزند کو بواقعی جانچا باپ کو ذبح فرزند پر مستعد پایا اور فرزند کو بھی مستعد ہو کر کہا کہ یٰٓاَبَتِ
افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ آخر بعد اس امتحان کامل کے ہر طرح سے

امداد نمایان ہوئی اور ادہر چھری کو حکم ہوا کہ خبردار تم گو بھی ضرر نہ پہونچے ادہر فدیہ بھی فوراً پہونچا قَدْ فَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ اور اسپر بھی یہ بشارت مزید کہ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ پس ملاحظہ ہو کہ کربلا مین بعد ہمہ مصائب اور شدائد اور قتل تمام عزیزان اور رفیقان اور فرزندان لخت جگر ایک ہزار نہصد و پنجاہ زخم کاری فقط اوس ایک جسم مبارک پہونچ چکے تھے اسپر بھی گر امتحان نہوا تھا کہ مثل کارد ذبح اسمٰعیل کے خنجر شمر ملعون کا کند نہو گیا اور فدیہ نہ پہونچایا مثل اور انبیای سابق کے کسی طرح کی مدد غیبی نہ پہونچی کیا اسرار الٰہی تھا سے زخمو نسے چور چور ہوا شہ کا سب بدن ٭ مجروح ہو گیا ہمہ تن ختم پنجتن ٭ ہر زخم تن تھا اشہد ان کہکے نعرہ زن ٭ گھوڑے سے آہ گر پڑا شاہنشہ زمن ٭ از اسپ چونکہ فخر زمان بر زمین فتاد ٭ زین عرش لرزہ در تن روح الامین فتاد ٭ تحیر چہارم یہ کہ اگر یہ کہا جاوے کہ ہجوم بلیات اور مصائب اور تکالیف اور اذیت اور اسیری اور مظلومی اہلبیت اور تشنگی اور گرسنگی جیسا کہ کربلا مین واقع ہوا یہ سب شروط لوازم شہادت تھی جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین تصریح تمام لکھا ہے یہ مضمون بھی دلپذیر نہین جمتا کسواسطے کہ وہ جو عمدہ ترین شرط شہادت کی جو تحیر دوم مین لکھی ہے یعنی مقابلہ غیر کلمہ گو سے ہوا اور وجہ نزاع سوای کلمہ شہادت کہلانے کے نہو قطعاً یہان مفقود ہے قدر ہجوم منتہای شدائد اور مصائب کا کہ چشمۂ آب بھی خود بخود غائب ہو گیا اگر لوازم شہادت سے ہوتا تو چاہیے کہ شہدا سے غزوات نبی کی شہادت درست نہوتی کسواسطے کہ ان شرطون سے کوئی وہان شرط نہ تھی حال آنکہ اونکی شہادت پر کلام الٰہی شہادت دیتا ہے کہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وہان مایۂ جدال فقط واسطے کلمۂ شہادت کی بمقابلہ کفار غیر کلمہ گو تھا یہ شرط یہان نہ تھی پھر اسمین کیا اسرار الٰہی تھا تحیر پنجم یہ ہے کہ اگر کہا جاوے کہ یہ شہادت اگر ذات خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واقع ہوتی مایۂ تضعیف اور توہین اسلام تھا جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین توضیح تمام لکھا ہے یہ بھی جیسا چاہیے دلپذیر نہین سمجھتا ہے یعنی یہ توہین اور اسیری اور استیصال خاندان نبوت کربلا مین

کیا اوسکے رنا یہ خرابیان اور تباہی اہلبیت رسالت موقوف علیہ شہادت تہین اس شہادت مین حفظ اوس توہین کا ہنوا تحیر ششم یہ ہیکہ عمدہ ترین شرط شہادت وہی ہے کہ مقابلہ کفار حربی غیر کلمہ گو سے ہوا ور وجہ نزاع اور قتال کی سواے اعلاے دین اسلام اور کلمۂ شہادت کے نہو جیسا مذکور ہو چکا ہی کہ قاتل کفار غازی اور مقتول شہید اور یہ شہادت درحقیقت شہادت نبی کی ہے جسکا حال آیندہ انشاء اللہ تعالے از روے نص قرآنی بیان ہوتا ہی پس اس شہادت کی ترجیح ضرور ہی اور اسمین وہ شرط عمدہ مفقود ہے پھر صورت ترجیح اس شہادت خاص کی کہ درحقیقت شہادت ذات خاص نبی کی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اوس شہادت شہداے غزوات نبی پر کون ہی اور اسمین کیا اسرار قدرت الٰہی ہے تحیر ہفتم یہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے درگذر اور مصالحہ کیا اور حضرت جناب سید الشہدا علیہ السلام نے مقاتلہ کیا یہ دونون امور باہمدیگر متضاد اور متناقض ہیں یہ دونون امر متناقض اللہ کے نزدیک بجا اور مستحسن ہونا کس راہ سے ہو سکتا ہی اگر وہ مصالحہ عند اللہ اولی اور احسن تھا چاہیے کہ یہ مقاتلہ نا درست ہوتا اور اگر یہ مقاتلہ اولی اور بجا تھا چاہیے کہ وہ مصالحہ نا مستحسن ہوتا پس اسکی باریکیان اور اسرار حکمت الٰہی اگر کوئی غور و فکر عقل سے بیان کرے معتبر کب ہی مگر یہ کہ نصوص قطعیہ آیات قرآنی موجہ اور مدلل از روے عقل و نقل کے ہو البتہ دل قبول کرے اسواسطے اسکا بیان از روے نصوص قطعیہ آیات قرآنی ضرورتر ہوا کسواسطے کہ اس قسم کی شبہات اور تحیرات مذکورہ بالا اور اسرار حکمت الٰہی مین عقل و ادراک بشر کو دخل نہین ہے ؎ فہم انسانی پذیرای خطاست ✽ آنچہ در عقل نآید آن خداست ✽ لہذا پیشتر اس مضمون کو ذہن نشین کرنا مقدم تر ہی بعد اسکے جو حال واقعات کربلا از روی آیات قرآنی بیان کیا جاویگا البتہ طبع انصاف پسند قبول کریگی وہ مضمون یہ ہی کہ کلام اللہ مین سواے تخصیص نام زید کے کسی کا حال بقید نام نہین بیان کیا ہے اور اس تخصیص نام زید کی بھی وجہ ہی کہ یہان اونکے بیان کی ضرورت نہین سواے زید کے جسکا حال کلام اللہ مین مذکور ہی بقید صفات اور علامات خاص کے ہی کسواسطے کہ نام مین توارد اکثر ہوتا ہے

اشخاص متعدد ایک نام کے ہو سکتے ہین اور صفت خاص مین دوسرا شریک نہین ہو سکتا
جیسے سورۂ هَلْ اَتیٰ مین جو تخصیصات خاص مذکور ہین سوای ذات خاص جناب امیر علیہ السلام
کیطرف منسوب نہین ہو سکتی اسی طرح سی سورہ مائدہ جزو ششم مین جو چند صفات خاص مثل
یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ اور مفاد معنی لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اور مصداق معنی اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهُ الخ بہ تخصیص لفظ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ مذکور ہی سوای جناب امیر علیہ السلام
کے کسی طرف منسوب نہین ہو سکتے کہ عین حالت نماز رکوع مین باشارۂ انگشت خنصر انگشتری گران بہا
سائل کو بخش دینا تخصیص لفظ رَاكِعُوْنَ سی پیدا ہے یہ تخصیص اور تعیین خاص نام مین نہین
ہو سکتی ہے **فافہم وتدبر** اب اسی طرح سب اخبار پیشین واقعات کربلا قبل وقوع واقعہ
بتصریح تمام آیات کلام اللہ سی علی الترتیب مطابق واقع ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کس خوبی اور مزا عدا کے
اور دلجوئی سے اس سانحۂ قیامت نما کی اپنے حبیب کو خبر دیتا ہی اور سمجھاتا ہی یہ تخصیص خاص
قید نام مین نہین ہو سکتی ہے اکنون نفسی بر سخنم گوش فرا دار ٭ خاموش خبردار خبردار خبردار ٭
پاس ادب حضرت شبیر نگہدار ٭ زانوی ادب تہ کن و تسلیم بجا آر ٭ دریاب کہ مقصود ازین
حرف و بیان چیست ٭ در پردۂ این نکتہ چہ پیدا و نہان چیست ٭ دریاب کہ تا چیست درین حکمت
قیوم ٭ ناکام چرا رفت ز دنیا شہ مظلوم ٭ بی جرم یکی قتل شد و یک شدہ مسموم ٭ با سینۂ صد چاک و دل
خستہ و مغموم ٭ نایافتہ کام دل خود چون دگران آہ ٭ رفتند چرا ہر دو بحسرت ز جہان آہ ٭ اب یہان سے
اس مضمون کو آیات قرآنی سی بگوش دل سماعت کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس مضمون ہوش ربا کی کس
لطف و خوبی سی اپنی حبیب کو خبر دیتا ہی تا دفعۃً ایسا مضمون تشویش افزا سنکر زیادہ تردد اور
اضطرار نہو سے بشنو بگوش ہوش ز اخبار کربلا ٭ تا سر نکتہ چیست با سرار کربلا ٭ تمہید غم و الم سر صفحہ کلام اللہ
ابتدای سورۂ بقر لفظا اور حرف الف لام میم سی پیشتر بیان ہو چکی ہی سے الم شد از سر قرآن علم الم تعلم
کہ ہست حرف الف لام میم شکل الم ٭ اب اسی سورۂ بقر جزو دوم رکوع ہیجدہم مین ترتیب ملاحظہ
ہو کہ اللہ تعالیٰ ابتدائے تمہید بیان اس اخبار آیندہ کی اپنی حبیب سے کس طرح فرماتا ہے کہ اول

اصل سانحہ کربلا کا کچھ شائبہ بھی نہین اولاً فقط ترغیب اور صفت ذکر و شکر کی فرماتا ہی کہ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ
وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ یعنی پس ذکر کرو تم ہمارا تا ہم ذکر کرین تمھارا اور شکر کرو تم ہمارا اور نہ کفران کرو تم
بعد اسکے حکم استعانت بصبر و صلوۃ فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ
یہان بھی ابھی اصل مضمون کا کچھ کنایہ بھی نہین فقط حکم استعانت بصبر و صلوۃ ہی یعنے ای وہ لوگ کہ ایمان
لائے ہو استعانت کرو تم ساتھہ صبر اور نماز کے بعد اسکے فرماتا ہی کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ
یعنے اللہ ساتھہ صبر کرنیوالون کے ہی فقط اب اولاً یہ نکتہ یہان سمجھہ لینا ضرور تہی بعد اسکے بیان
اصل سخن کا اولی تر ہی یعنے اللہ یہ مضمون ترغیب ذکر و شکر اور استعانت بصبر و صلوۃ اپنی حبیب سے
بیان فرماتا ہے اور حرف خطاب بصیغۂ جمع بجانب جمیع مومنین ہی کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اسمین اول لطف یہی ظاہر ہے کہ اگر ابتداءً خاص بطرف ذات اپنی حبیب کے خطاب کر کے
ترغیب ذکر و شکر اور استعانت بصبر و صلوۃ فرماتا البتہ سر دست مایۂ توحش اور تردد تھا کہ ضرورت
اس تحصیل حاصل اور ترغیب صبر و شکر اور استعانت بالصلوۃ ایسی صابر و شاکر و ذاکر کو کیا تھی مگر
کوئی سانحہ تازہ ناگزیر واقع ہونیوالا ہے کہ صبر و شکر وہان درکار ہے اسواسطے بصیغۂ جمع خطاب
بجانب مومنین امت کے فرمایا کہ ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ؞ گفتہ آید در حدیث دیگران
دوم یہ کہ درحقیقت یہ مصیبت غم عام واسطے سب مومنین اور محبان اہلبیت کی مسلم ہے
اسواسطے ترغیب ضبط و صبر کی سب مومنین کو ضرور تر ہوئی سوم یہ کہ زیادہ ترغیب صبر و
شکر اور رضا و تسلیم اور ضبط اور استقامت کی خاصہ جانب جمیع مومنین شہدای دشت کربلا ہی
لہذا کلام جامع بصیغۂ جمع جامع تھے آمدم بر اصل سخن اب یہان سے ہر مضمون آیات قرانی
کی ہر جزئیات واقعات کربلا سے مطابقت ملاحظہ ہو کہ خوب معلوم ہے کہ ہنگام شہادت
شہید مظلوم دشت کربلا وقت نماز ظہر کا تھا اور عین حالت تہیۂ نماز ظہر مین شمر
ملعون نے شہید کیا پس یہان تطبیق معنی آیہ کریمہ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ
کو ملاحظہ کرنا چاہیے اسکو مرثیہ جامع مین یون بیان کیا ہے کہ ؎

جب خاک پر گرا تشنہ مظلوم کھا کی غش ٭ ہیبت کی ماری ہوگئی اعدا کنارہ کش ٭ بی آب مثل ماہی تڑپتا
تھا ماہ وش ٭ پانی نہیں ملا کہا ہر چند العطش ٭ جز آب تیغ آب نشد چون نصیب او ٭ از خون خود نمود
شکر بلا وضو ٭ بعد تمہید اور ترغیب کے شکر و صبر و صلوۃ کی مرتبہ شہادتکا اللہ تعالی اسطرح بیان فرماتا ہی کہ وَلَا تَقُولُوا
لِمَن یُقْتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَل اَحْیَاءٌ وَّلٰکِن لَّا تَشْعُرُونَ ملاحظہ ہو کہ پہلی شرائف اور فضائل کے و صبر و شکر و
صلوۃ در پردہ خطاب جانب مومنان اپنی حبیب کو سنا چکا اور طبیعت کو جانب صبر اور رضا و تسلیم خوب رجوع کر چکا
پھر فضیلت شہادتکی بیان فرمائی اس پردہ مین اپنی حبیب کو خبر دیتا ہی کہ صاف صاف بی پردہ کہہ دینا مایہ تشویش و صدمہ
عظیم تھا پھر کا ماردینا ہوتا ہی معنی لفظی اس آیہ شہادتکی یہ ہین کہ نکہو تم واسطی اوس شخص کے کہ قتل کیا جاے بیچ راہ خدا کی اموات
یعنی اوسکو مردہ نکہو بلکہ وہ شہید راہ خدا زندہ ہی لیکن تم نہین جانتی ہو اب یہان یہ نکتہ با معان نظر
ملاحظہ ہو کہ یہ خاص خبر اسی معرکہ شہادت کربلا کی بصیغہ واحد مستقبل ہی یعنی جو شخص کہ قتل کیا جاے راہ خدا
مین اس سی خبر شہادت آیندہ قبل وقوع صریح تر پیدا ہی بخلاف اوس آیہ کی جو خبر بعد الوقوع بصیغہ جمع
باطلاع حال شہداے بدر نازل ہوئی ہی کہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِینَ قُتِلُوا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَل اَحْیَاءٌ
عِنْدَ رَبِّهِم ملاحظہ ہو کہ یہان لفظ قُتِلُوا بصیغہ جمع ماضی خبر گذشتہ بعد الوقوع ہی یہان تفسیر دانان ظاہر کو
گنجایش کلام کی ہوسکتی ہی کہ اس آیہ لِمَن یُقْتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ کا شان نزول اور ہی واردات کربلا پر کسطرح
وارد ہوسکتی ہی فقط اسکا جواب منصفین اہل باطن سمجھہ سکتی ہین کہ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ٭ گفتہ آید در حدیث
دیگران ٭ اگرچہ مثل اور آیات کی صراحت تام اس مقام خاص کربلا کی نہین مگر چشم انصاف سے نگاہ شرط ہی کہ اسطرح کی تطبیق بیان
تام جیسا کہ آیندہ بتصریح تام بیان ہوتی ہی سواے خاص معرکہ کربلا کی اور کہان صادق آسکتی ہی فضلا علیہ کہ سورہ
محمد صلعم مین جناب امیر علیہ السلام سی کتاب نہج البلاغہ مین حسب شرح ملا حسین میبذی سب واردات
کربلا کی ابتدا سی انتہا تک از روی آیات قرآنی بترتیب مطابق واقع تطبیق دی ہی گو شان نزول اون آیات کا بظاہر
کچھ اور ہو مگر اہل معنی اصل معنی کو پہونچ جاتی ہین اور اہل ظاہر سی خطاب کب ہی مَن فَهِمَ فَهِمَ انشاءاللہ شرح
بیان اون سب آیات کا آیندہ بجاے خود واضح ہوتا ہی فافہم و تدبر اور یہ ایک نکتہ اور بھی یہان سمجھنا چاہیے کہ اس خبر
ماضی بعد الوقوع مین لفظ اَحْیَاءٌ کی بعد قید عِنْدَ رَبِّهِم کی بھی موجود ہی کہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہین اور

اللہ کے نزدیک عالم غیب مین سب زندہ ہین کہ روح کو موت نہین اور یہان لفظ اَحۡیَاءٌ کی عام ہی فقط عند ربہم کی
نہین ہے یعنی دنیا مین بھی واسطے امداد اور دستگیری بلا رسیدگان عالم کو زندہ ہین جیسا کہ اکثر حکایات اور معاملات
اس امداد عام کے روایات اور مشاہدات متواترہ سے ثابت ہین اور لفظ لَا تَشۡعُرُوۡنَ بھی اخبار آئندہ پر دلالت کرتی ہے
فافہم و تدبر یعنے یہ خبر خاص اسی شہادت کربلا کی قبل وقوع ہی کہ تم نہین آگاہ ہو اور یہی لفظ لَا تَشۡعُرُوۡنَ مین ایک نکتہ
ہی کہ ایسے محبوب المحبوب خیر الخلایق بیگناہ کی بمقابلہ ایسے اشرار محض کے اسطرح کے معاملات عجیب حیرت افزا
ایسے ارحم الراحمین عادل حقیقی کیطرف سے جو واقع ہوئی البتہ ایسی اسرار حیرت افزا سے تم آگاہ نہین اور
ملاحظہ ہو کہ لفظ لَا تَشۡعُرُوۡنَ بصیغہ جمع خطاب بطرف مومنین کے ہی اور ابتدا سے بطرف مومنین کے
بلفظ یَا اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا خطاب ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اسرار الٰہی سے آگاہ تھے جب اسطرح خبر
اس شہادت کی بشہادت قرآن ثابت ہی اس سے مومنین عوام کا وہ شبہہ بخوبی دفع ہوا جو عمدہ ترین شرط شہادت
مقابلہ کفار غیر کلمہ گو سے سمجھتے تھے اور وجہ جدال بدون غرض نفسانی خاص واسطے اقرار کلمہ شہادت کی جانتے تھے
مگر منکرین نامنصف کو پھر بھی بجای خود گنجایش انکار باقی ہوگی کہ نص قرآنی کے منکر ہین اسکا جواب
انشاء اللہ تعالیٰ آگے ظاہر ہوا جاتا ہی آمدم برسر اصل سخن چونکہ امام شہید مظلوم دشت کربلا اخبار
نبوی اور مرتضوی صلواۃ اللہ علیہما سے پیشتر اس مشیت ایزدی سے آگاہ ہو چکے تھے اور اپنے قاتل کا نام
بھی اخبار نبوی سے جانتے تھے اسواسطے صورت واقعہ کربلا اس مقام مین مرثیہ جامع مین یون نظم
ہی کہ سر کاٹنے کو آتا تھا حضرت کی پاس جب ٭ شہ اوسکا نام پوچھہ کے کہتے تھے دور ہو ٭ ایک شخص نے بتو شمر
کہا اپنے نام کو ٭ کہہ صَدَقَ رسول کہا سر کو کاٹ لو ٭ لیکن تو اسقدر بدہی مہلت اے لعین ٭
آ سوی قبلہ سجدہ کنم بر سر زمین ٭ سجدے مین جب امام نے گردن کو خم کیا ٭ فی الفور اوس لعین نے سر کو قلم کیا
خالق کا شکر شہ نے ادا مرتے دم کیا ٭ گو کافرون نے ہای ستم پر ستم کیا ٭ آمد صدای نوحہ کردیان [illegible]
کردند بہر مقدم ادہر دو دیدہ فرش ٭ ابن زیاد نے سر شبیر کے تئین ٭ بھیجا یزید کافر ملعون کے قرین
ہمرہ محافظت کی لیے فوج کے لعین ٭ نیزہ پہ تھا سوار سر سروران دین ٭ بالای نیزہ آن سر اقدس چنان نمود
گویا کہ آفتاب قیامت بہ نیزہ بود ٭ جب اللہ تعالیٰ یہ سب صفات اور فضائل ذکر شکر و صبر و صدا[illegible]

اور شہادت بترتیب مذکور روے خطاب جانب مومنین اپنے حبیب کو سنا کر بتدریج آہستہ آہستہ
طبیعت سامع کو بجانب صبر و شکر اور ذوق شہادت راغب او مشتاق کر چکا اب ملاحظہ ہو کہ
کہ آہستہ آہستہ تصریح ہر بلا اور مصیبت کی بترتیب قبل اور بعد اور بتدریج کم و بیش جس ترتیب سے
کربلا میں واقع ہوئی ہین ایک ایک بقید نام بنام بیان فرماتا ہے تا دفعۃ ہجوم مصائب سخت سنکر
طبیعت سامع مخاطب صحیح کی متردد اور متوحش نہو جائے اسکو بخطاب صیغہ جمع فرماتا ہے کہ
وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ یعنے ہر آینہ مبتلا کرین گے ہم تمکو یعنے امتحان کرین گے تمہارا کسی شئے
سے جیسا کہ بعد وفات شہادت معنوی حضرت امام حسن علیہ السلام کے جناب سید الشہدا
علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں ہر دم مگر یزید لعین سے تردد رہتا تھا سے شاد مدینہ تا کہ
بشہر مدینہ ماند ❊ از سوے شہ یزید لعین پر زکینہ ماند ❊ پس یہی کنایہ صریح ہے لفظ
بِشَيْءٍ سے بعد اسکے اسپر اندکے ترقی بتدریج [illegible] ہے کہ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ جیسا کہ بعد
پیام بیعت کے آپ کو یزید لعین کی طرف سے [illegible] کا خوف تھا کما وقع بعد اسکے
اس سے سخت تر امتحان جوع کا تھا کہ فرماتا ہے وَالْجُوعِ اسکے [illegible] کی حاجت کیا ہے
کہ فقر و فاقہ اس خاندان نبوت کا تمغاے قدیم [illegible] ہے خصوصاً اس سفر مصیبت
مین اور بھوک کے ساتھ پیاس بھی لازم ہے جیسا کہ حال تشنگان کربلا [illegible] سے
او سپر غضب کہ وہ چاہ جو خیمگاہ کربلا مین کندہ ہوا وہ بھی بخود [illegible] محرم مین [illegible] گیا
جیسا کہ مرثیہ جامع مین مذکور ہے سے چون چشمہ ہم نہان شدہ از حکم کردگار ❊ [illegible]
آب بیاد درد چند بار ❊ یہ خاص فعل الٰہی بدون حیلہ عالم اسباب کے ہے اگرچہ [illegible] مشکل ہوا
گو وہ بھی بمشیت ایزدی متصور تھا مگر ارباب ظاہر کو بنظر دستور متعارف کا [illegible] عجائب قدرت
الٰہی پر کمتر نظر ہوتی اسکو بھی بسبب مزید اخراج آب کے تصور کرتے اور خود بخود غائب ہو جانے
سے گویا خود خدا نے اپنا خاص فعل سب خاص و عام پر بے پردہ ظاہر کر دیا یہ سر نکتہ
نکتہ قدرت الٰہی انشاء اللہ بجاے خود بیان کیا جائیگا فقط بعد لفظ خوف اور جوع کے اللہ تعالے

اسپر ترقی فرماتا ہی کہ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ یہ نقصان اموال کا خصوصًا ایسے سفر مصیبت مین
بڑا غضب ہی اور سب مصائب مذکورہ بالا پر غالب تر ہے اسلئے بیان کی بھی حاجت نہین کہ
غارتگری اور آتش زنی خیام اہلبیت رسالت ظاہر وباہر ہی سے در خیمہ ناگہان ہمہ کفار ریختند
آتش زدہ طناب خیمہ در گسیختند ٭ یہان سے روایت خوب صحیح اور معتبر ہی کہ ہنگام غارتگری خیام
اہلبیت رسالت سب کفار کی آنکھوں سے بصارت باقی نہی تھی خواہ بظاہر بسبب وفور دخان آتش
ہو خواہ باطن کہ خیرہ بسبب غیرت کی احتیاط سے انکو ذرا بھی نہ تھی ٭ آتی ہی کو ہو گئی خیمہ مین سب شقی
اسباب باقی کہ تھا جو کچھ لوٹتا کوئی ٭ چادر نہین ہر ایک عفیفہ چھپی ہوئی ٭ ہر ایک اہلبیت پر شتر
سوار ہوے الا بیت حضرت عابد بیمار ہوے ٭ بعد بیان اس سب مصائب کے جیسا کہ بعینہ ہو بہو
معرکہ کربلا مین واقع ہوا اللہ تعالی فرماتا ہی وَالْاَنْفُسِ یعنی ہمراہ نقصان اموال کی نقصان نفوس کا
بھی مقصود ہی کما ہو ظاہر مگر چونکہ الْاَنْفُسِ عام ہے اسمین سب نفوس عزیز اقربا اور رفقا اور
فرزندان بعینہ شامل ہین مگر اللہ تعالی نے اس امتحان شدید تر کو انفس سے جدا کرکے تخصیص خاص فرمایا
کہ وَالثَّمَرَاتِ اسکو بھی اللہ تعالی نے بلفظ جمع فرمایا کما وقع اس سے سخت تر کون امتحان ہو سکتا ہی
یہی امتحان تھا جو عطا ہوا تھا واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھی تھا کہ یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ
اِنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی اور وہان بعد تکمیل امتحان کے فدیہ بھی آیا اور چھری بھی کند ہو گئی اور بشارت
بھی پہنچی کہ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اور یہان بالعکس کہ باہمہ امتحانات
شدیدہ مذکورہ الصدر ایکہزار نو سو پچاس زخم بھی جسم مبارک پر پہونچ چکے تھے پھر بھی مگر امتحان کامل
نہو چکا تھا کہ خنجر شمر لعین کا مثل کارد ابراہیم علیہ السلام کند بھی نہوا اور فدیہ کیسا بلکہ غارت اور اسیری اہلبیت
اور آتش زنی خیمہ کا بھی ہوا [illegible] فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاَيُّهَا الْغَافِلُوْنَ اب اسکو سمجھنا چاہیے کہ ایسا امر اہم حیرت فزا
سراسری نہین ہو سکتا البتہ اسمین کوئی سر عظیم مستتر ہی جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ خود کلام الہی سے ظاہر
ہوتا ہی آخر کار اللہ تعالی بعد بیان ان سب مصائب علی الترتیب کے بشارت دیتا ہی کہ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ
الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ

مِنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اب ملاحظہ ہو کہ اول برسبیل حکایت مومنین کیطرف
خطاب کرکے سب بتدریج اپنے حبیب کو سنایا اب خاص بصیغہ واحد اپنے حبیب کیطرف مخاطب ہو کر حکم
بشارت رسانی کا فرماتا ہے کہ ترجمہ بشارت دے ای محمد اون صابرون خاص کو کہ پہونچی جسوقت
اون صابرونکو مصیبت کہا اون صابرون نے انا للہ وانا الیہ راجعون پس وہ لوگ جنکا ہنگام مصیبت
یہ حال اور قال ہے اون لوگون پر صلوۃ ہے اونکے رب کی طرف سے اور رحمت ہے اور خاص وہی لوگ
ہدایت پائے گئے ہین فقط بیان اقسام صبر و رضا اور بلا مین صاحبدلون نے بہت کچھ لکھا ہے
بتفصیل اوسکی درازی تھوڑا بقدر مناسب مقام رسالہ ماہیت البلا اور کتاب
ظہیر الدارین مین خامہ کاتب سے بجائے خود برآمد ہوا ہے اون سب کا اجمال ان تین
شعرون سے ظاہر ہے کہ ۔ مکروہ طبع گر نبود آن بلا نماند * بل عادتست صبر بر و نیست ہیچ کار
دریافت لذتی بہ بلا باز شکر کرد * آن شکر لذتست و را معتبر مدار * ور با ہمہ کراہت نفس راضی است
این صبر و شکر را بود البتہ اعتبار * شد ختم ہمچو صبر و بلا خاص بر حسین * جزوی نصیب کس نشد این رتبہ
زینہار * اب اللہ کے نسق بیان آیات قرآنی علی الترتیب مطابق واقع امعان نظر سے ملاحظہ
ہو کہ اول بیان فضائل ذکر و شکر بعد اسکے حکم استعانت بصبر و صلوۃ پھر اپنی معیت ساتھ
صابرین کے کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ پھر اسکے بعد بتدریج درجہ بدرجہ بیان ترقی جمیع مصائب
کا نام بنام مطابق واقع کے تا بالفعل سامع کو بھی دفعۃً مصیبت سخت سنکر باعث توحش نہو اور آئندہ
عند الوقوع مبتلا پر بھی زیادہ تر شاق نہو گران نگذرے اور بتدریج آہستہ آہستہ طبیعت متحمل ہو بعد اسکی
خبر شہادت آئندہ بصیغہ مستقبل قبل الوقوع پھر آخر کار بشارت خاص واسطے اونھین صابرین کے
جو سطح کی ہجوم مصائب پر صبر کرین بعینہ لفظ صلوۃ و رحمت اور اہتدا یہ سب معاملات اسی ترتیب سے
مطابق اخبار کلام اللہ کے سوای معرکہ خاص کربلا کے اور کہان وی زمین پر واقع ہوئی ہین پھر یہ سب
آیات کلام اللہ اگر اخبار خاص واقعات کربلا نہین اور کہان یہ سب مضامین اس ترتیب خاص کے ساتھ
صادق آتے ہین فافہم وتدبر اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اب اس سب سے واضح تر

اور نکتہ ملاحظہ ہو کہ کسی طرح یہ مضمون اور یہ بشارت سوائے شہدائے خاص کربلا کے ہرگز ہرگز صادق نہین آسکتے یعنی بالاتفاق ثابت ہے کہ تخصیص صلوۃ کی خاص واسطے ذات خاص حضرت ختم المرسلین کے مخصوص اور منصوص ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الآیۃ اور کلام اللہ مین متواتر اور توالی جابجا اجر صابرین کا علی قدر حالہم بتصریح تمام منصوص ہے کسی مقام مین اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا الخ اور کسی جگہہ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور کہین آیا ہے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور کہین وارد ہے جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا الخ اور کہین منصوص ہے اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا اور کہین موعود ہے اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا علی ہذا اسی طرح سے بہت جگہہ کلام اللہ مین جزاے صابرین بتصریح منصوص ہے مگر کہین کسی جگہہ لفظ رحمت اور صلوۃ کی نہین وارد ہے اور یہان پہلے اللہ تعالی نے اپنے تئین شریک صابرین کا قرار دیکر معیت اپنی بیان فرمائی ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اور آخر کار تخصیص صلوۃ اور رحمۃ اور اہتدا بنسبت صابرین بیان فرمائی اور صلوۃ خاص واسطے اسی ذات خاص ختم المرسلین کے منصوص اور مخصوص ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اس سے لواقعی واثق تر ہوا کہ یہ بشارت مخصوص واسطے جناب سید الشہدا اور شہدائے خاص کربلا کے ہے اور کسی پر زنہار صادق نہین آتی اور اس تخصیص صلوۃ سے یہ بھی یقینی ثابت ہوا کہ یہ شہادت عین شہادت جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ تخصیص صلوۃ کی اسپر دلالت قوی کرتی ہے اور الحق کہ روح و دل و جان پیمبر ظاہرا اور باطنا ذات خاص جناب سید الشہدا علیہ الصلوۃ والسلام تھی جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین بتوضیح تمام مذکور ہے اور وہ جو لفظ کما صلیت علی ابراہیم کی اکثر درود مین وارد ہے یہ مناقض اوس تخصیص خاص کی نہین بلکہ موئد ہے کیونکہ آباے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین خاص نام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ملت ابراہیم مخصوص بلکہ منصوص ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا الخ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اکثر اورادِ خاص مین داخل ہے کہ علی ملۃ ابینا ابراہیم حنیفا مسلما الخ بخلاف دیگر انبیا کی کہ دین محمدی ناسخ اون سب

ادیان اور احکام سابقہ کا ہے اور یہاں تابع اور موافق ملت ابراہیم علیہ السلام کے ہے اسی صورت میں نسبت
صلوۃ کے بتقدیم اور بتبعیت نام حضرت ابراہیم علیہ السلام درحقیقت خاص بجانب اسی نور محمدی کے
منسوب ہے کہ اوس صلب طاہر میں ودیعت تھا کسواسطے کہ نص قرآنی میں نسبت صلوۃ اور سلام
اور تسلیم کی اسی ذات خاص کے واسطے مخصوص اور ماجورا جرا سے عظیم ہے کہ لفظ صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الخ اسپر دلالت قوی کرتی ہے اور اسی تخصیص صلوۃ سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ
صلوۃ کے واسطے صابرین کے محض شہدای کربلا کیواسطے تخصیص رکھتی ہے اور کسی جگہ لفظ صلوۃ
اور رحمت کی صادق نہین آسکتی ہے اور سوای اسی مقام خاص کے کسی جا اور کسی امر مین
لفظ صلوۃ نہین آئی ہے فافہم وتدبر اور فضائل صلوۃ جو کچھ کہ قرآن اور حدیث سے ثابت
ہین وہ فضائل محض اونہین درود کے واسطے خاص ہین کہ جو ذات خاص نبی آخر الزمان کے
واسطے ہین کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ اسپر شاہد اول ہے فقط اب معلوم کرنا چاہیے
کہ یہ جو کچھ حال واقعات کربلا بیان کیا گیا یہ اخبار پیشین کلام اللہ قبل وقوع نہین کہ آخر کا بعینہ تمام
اخبار کلام اللہ کا اوقات معینہ مین واقع ہوئین یہ سب قبل وقوع اخبار آیندہ تھین اب بعد الوقوع
ماضی مین داخل ہین فضلا علیہ اسکے سوای بھی جمیع سوانح کی اخبار از ابتدا سے شہادت جناب
حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام تا روز قیامت جو کچھ گذر چکا ہے اور گذرنے والا ہے کا اخبار اور اشعار
آیات کلام اللہ سے بسند معتبر ملاحظہ ہو مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا الخ ملا حسین میبدی بیچ شرح قصائد مرتضوی کے کتاب
فواتح مین لکھتے ہین کہ جناب امیر علیہ الصلوۃ والسلام جمیع فتن اور سوانح جو کچھ کہ بعد وفات
حضرت رسالت پناہ صلعم واقع ہوئی ہین تا آخر سفر کربلا اور بنای کار بنی امیہ اور یزید لعین اور تمام اشرار کربلا
علی الترتیب کما وقع کلام اللہ مین سورہ حمعسق سے استنباط فرماتے ہین از انجملہ منہوم معنی کریمہ فَمَنْ
عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ مصداق حال حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام ہے الحق کہ عفو اور صلاح
بین المومنین مصداق حال اوس جناب کا ہے کما وقع بعد اسکے وارد ہے وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ

بیان واقعات آیندہ کربلا جو قبل وقوع شہادت [illegible] از روی آیات کلام اللہ منصوص ہے

ظَلَمَهُ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيْلٍ الخ یہ مضمون بعینہ مطابق حال جناب سید الشہدا علیہ الصلوۃ والسلام ہے یعنے جو کوئی کہ ناچار ہو کر بعد اتمام حجت بدلا لیوے بعد مظلوم ہونے کے پس اون لوگونپر نہین الزام ہے کہ معذور تھے اور کوئی دقیقہ قطع حجت اوز و گذر اور معذرت کا اوٹھا نہین رکھا آخر کار سے چو دست از ہمہ حیلتی درگسست ٭ حلالست بردن بشمشیر دست ٭ یہ جنگ بطور دفاع شرا عاتھی نہ بقصد کما ہو ظاہر یہان سے ایک بڑا تحیر اور تردد عظیم دفع ہوا کہ جناب حضرت امام حسن علیہ السلام نے مصالحہ کیا اور یہان معرکہ کربلا مین بالعکس واقع ہوا پس اگر وہ مصالحہ اللہ کے نزدیک احسن اور بجا تھا چاہیے تھا کہ یہ جنگ اور مقاتلہ کہ اوسکے برخلاف واقع ہوا عند اللہ نا درست ہوتا اور اگر یہ مقاتلہ اللہ کے نزدیک بجا تھا چاہیے تھا کہ وہ مصالحہ اولین نا درست ہوتا یہ دونون امر متضاد اور متناقص مقصد واحد مین کس راہ سے اللہ کے نزدیک احسن اور اولی ہوے پس اب خود اللہ تعالے بمفہوم معنی ان دونون آیہ کریمہ کے وہ سب تردد دفع کرتا ہے کہ وہان بجزاے عفو اور صلح اجر کامل مترتب ہوا اور مرتبہ شہادت معنوی اوسپر مزید ہوا کہ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اور یہان معرکہ کربلا مین کہ بعد وقوع ظلم ظالمان پس از اتمام حجت نوبت مجادلہ کی پہونچی اور کسیطرح اشرار کربلا نے نہ مانا لاجرم اس مقاتلہ مین معذور رکھکر جزاے صبر اوپر مرتبہ شہادت کے مزید ارائی کہ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ جیسا کہ مرثیہ جامع مین بنا بر افہام عام یہ مضمون اتمام حجت کا اس طرح بیان کیا گیا ہے

پہلے تو ابن سعد سے کہنے لگے امام ٭ سب آل مصطفے کا کیا تو نے قتل عام ٭ باقی مین ایک ہون مجھے لیچل بسوے شام ٭ اوس بیحیا نے شاہ کا مانا نہ جب کلام ٭ ناگاہ آمد عرق ہاشمی بجوش ٭ جز الامان نیامدہ چیزے صدا بگوش ٭ آیا جو غیظ مین خلف شیر کردگار ٭ ہیبت سے سب عدو سے لگے تھرانے ایکبار ٭ حکم قضا تھا حکم مبارک کے انتظار ٭ حسنت کی ملک قضا بولی یون پکار ٭ ای شاہزادہ حیدری زجبین تو آشکار ٭ نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

دفع تحیر مبہم
زینت شہادت

اعدا کو پھر تو زیر دم تیغ رکھ لیا ✤ تیغ دو دم سے شاہ نے ہر اک کو دو کیا ✤ کہہ جام مرگ میمنہ کی فوج نے
پیا ✤ کہ میسرہ کی فوج کو شہ نے ہٹا دیا ✤ ہر گہ کہ از نیام برآورد ذوالفقار ✤ افتاد مثل برق بمیدان
کارزار ✤ ہیبت سے سامنے نہین آتا تھا ایک بشر ✤ آتا ہی تھا آتی تھی جسکی قضا اگر ✤ آتے ہی شاہ کرتے تھے
فی النار والسقر ✤ شور نشور کردیا اعدا کو مار کر ✤ در دست داشت تیغ قضا جلشانہ ✤ ہاتف بگفت صل
علی جلشانہ ✤ پس اب معلوم کرنا چاہیے کہ جیسا وہان جناب سید الشہدا کو بلفظ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ
اس مقاتلہ مین معذور رکھا کہ بسبب تمام حجت اور مظلومیت کے نہین ہے اوپر لشکر اسلام کے راہ گرفت
اور الزام کی ویسا ہی لشکر ظالمون پر حجت الزامی اور راہ گرفت قائم ہوئی ہے کہ فرماتا ہے إِنَّمَا السَّبِيلُ
عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
یعنی نہین ہے راہ گرفت اور الزام کی مگر اون لوگون پر کہ ظلم کیا ہے اون لوگون نے اوپر آدمیون کے
اور بغاوت کی ہے اوپر زمین کے ناحق وہ لوگ ہین کہ جنکے واسطے عذاب دردناک ہے فقط یہ
بعینہ مصداق حال اور مآل کار باغیان بنی امیہ ہے بعد اسکے بترتیب وارد ہے کہ وَلَمَن
صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ یعنی جسنے کہ صبر کیا اور عفو اور درگذر کی ہر آئینہ یہ عزم
امور سے ہے یعنی بڑا ضبط اور صبر کار اولوالعزمانہ علو ہمت کا ہے فقط یہ بعینہ مصداق حال جناب
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ہے بعد اسکے تمام حال خسران مآل یزید اور ہمراہیون
اوس ملعون اور تمام اسرار کربلا کا بشرح و بسط تمام ملاحظہ کرنا چاہیے کہ اللہ فرماتا ہے وَمَن يُضْلِلِ
اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن وَلِيٍّ مِّن بَعْدِهِ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن
سَبِيلٍ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِيٍّ وَقَالَ
الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ
فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنْ أَوْلِيَاءَ يَنصُرُونَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَمَن
يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن سَبِيلٍ ترجمہ لفظی یہ ہے کہ اور جسکو راہ ہی نکرے اللہ تو نہین
واسطے اوسکے کوئی دوست رہنما بعد اللہ کے اور تو دیکھیگا اے حبیب مخاطب

گنہگاروں کو جسوقت دیکھیں گے گنہگار یعنے اشرار کربلا عذاب الٰہی کو کہیں گے کہ کسیطرح دنیا میں پھر جانے کی بہی کوئی راہ ہوتی یعنے دنیا میں پہر جاتے اور اپنے گناہ اور مظالم مظلومان کربلا سے بخشواتے کہ یَا لَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ یعنے کاش پھر دنیا میں زندہ ہوتے اور اسکا عذر و معذرت کرتے فقط اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ سب ملاعین کربلا بے توبہ مرے اور اونکی توبہ زبانی قبول بہی نہ ہوئی جیسا کہ بجاے خود بعد اسکے مذکور ہوتا ہے پھر ترجمہ سے اوسی آیہ مذکورہ بالا کا کہ دیکھے گا تو اے محمد اون ظالموں کو جب سامنے کئے جائینگے آتش جہنم کی جلی ہوئی ہونگی اونکی آنکہیں اور تیری آگے مارے ذلت اور ندامت اور روسیاہی کے اور تیری طرف آنکہ چار نکر سکینگے اور وہ دیکھینگے تیری طرف مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ یعنے نیچی آنکھوں کنکھیوں سے ڈرتے ہوے اور اونکو دیکھکر مومنین ایماندار کہیں گے اِنَّ الْخَاسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی مومنین محبان اہلبیت اور ماتمیان حسین خوش ہو ہو کہیں گے کہ ہر آئینہ یہ زیانکار خاسرین ہیں کہ خسران اپنی نفوس اور اپنی اہل کا کیا جو اونکے شریک اور معاون تھے روز قیامت میں فقط یہاں مفہوم معنی اوس نکتہ مذکورہ بالا کا سمجھنا چاہیے کہ جیسا اس دنیا میں اس مصائب کربلا کے رونے سے امتحان محبت اور ایمان ماتمیان ہے ویسا ہی عاقبت میں حال ذلت ظالمین دیکھکر ہنسنے سے امتحان ہوگا کہ فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْکُفَّارِ یَضْحَکُوْنَ اسی مقام سے اشارہ ہے اب مفہوم معنی اصل آیہ مذکورہ بالا کو سمجھنا چاہیے کہ بعد لفظ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کے اللہ نے حبیب کو خبر دیتا ہے کہ آگاہ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ فِیْ عَذَابٍ مُّقِیْمٍ یعنے آگاہ ہو اے محمد کہ ہر آئینہ ظلم کرنے والے بیچ عذاب دائمی کے ہیں ملاحظہ ہو کہ یہاں لفظ ظالمین کی فرمائی مشرکین اور کافرین نہیں فرمائی اور اوپر بہی اسکے آیہ بالا میں لفظ تَرَی الظّٰلِمِیْنَ ہی تا خصوص اشرار کربلا سمجہیں جاوین کہ اوسنے زیادہ تر روی زمین پر کون ظالم ہوگا اور پھر ا... فرماتا ہے وَمَا کَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِیَآءَ یَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

من سبیل یعنے کوئی نہوگا واسطے اونکے حامیتی جو بچاوے اونکو علی الرغم اللہ کے اور جسکو ہمیری نکرے اللہ پس نہین ہی واسطے اوسکے کوئی راہ فقط یہ اخبار عذاب دائمی کیواسطے اشرار ظلام کربلا کے سورہ حمعسق مین بالاجمال ہین اسکے سوای اور جگہہ بھی بتصریح تمام اخبار ملعون ابدی اور عدم قبول توبہ اشقیای کربلا بالتخصیص وارد ہی کما قال عزوجل کَیۡفَ یَهۡدِی اللّٰهُ قَوۡمًا كَفَرُوۡا بَعۡدَ اِيۡمَانِهِمۡ وَشَهِدُوۡۤا اَنَّ الرَّسُوۡلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمۡ اَنَّ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةَ اللّٰهِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا‌ ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ الخ اب واسطے ملاحظہ مضامین ان آیات بینات کی امعان نظر بھی درکار نہین ملاحظہ ہو کیسا صاف صاف واضح تر یہ مضمون مصرحہ آیات قرآنی مطابق حال اشرار کربلا کے ہی کہ بے پردہ صاف صاف اللہ تعالی فرماتا ہی کسطرح ہدایت کریگا اللہ تعالی اون لوگون کو کہ کافر ہوگئی بعد ایمان لانے کے اور شہادت دی چکے کہ ہرآینہ رسول خدا برحق ہی اور آئین واسطے اونکی آیات بینات اوپر تصدیق رسالت کے اور پھر اوس رسول سے منحرف ہوگئی اللہ نہین ہدایت کرتا ہی قوم ظالمونکو اون لوگونکی جزا یہ ہی کہ اوپر لعنت ابدی اللہ کی اور تمام ملائک اور تمام آدمیون کی ابدا مو بدا نہین تخفیف کیا جاویگا کبھی اونسے عذاب اور نہ امداد اور نہ نصرت کیجاوین گی کبھی یعنی حامیتی اور دردرس اور شفیع کوئی نہوگا اور سب جن وانس اور ملائک اور خدا اوپر لعنت بھیجین گے ہمیشہ فقط بس ملاحظہ ہو کہ یہ سب مضامین مصرحہ آیات قرآنی کسقدر بعینہ حرف بحرف ملاعین اشقیای کربلا پر صادق آتی ہین کہ ازلیسی مورد لعن تمام کائنات ہین خصوصاً تخصیص لفظ ظالمین سی سب مرتد اور کافر اور مشرک اور فساق فجار نکل گئی اور لفظ کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِيۡمَانِهِمۡ اور لفظ شَهِدُوۡۤا اَنَّ الرَّسُوۡلَ حَقٌّ الخ کسقدر اس تخصیص خاص کو قوت دیتی ہی فافہم وتدبر اور یہ بھی خوب معلوم ہی کہ بعض لوگون نے قبل جنگ کربلا ہمراہی لشکر یزید سی کنارہ کیا اور توبہ بھی کی مثل حضرت حر یا اونکا بیٹا اور غلام یا شاید پسر یزید نے بھی ریاست مغصوبہ سے کنارہ کیا اور جو کوئی اس قبیل سی ہو کہ پیشتر سے کنارہ کش

اور تائب ہوا ہو یا پیشتر سے شریک یزیدیون کا نہوا ہو اور بعد معرکہ کربلا کی نادم اور تائب ہوا ہو پس ایسے خاص لوگونکی استثنا خود اللہ تعالی باین الفاظ فرماتا ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس یہ استثنا خاص بھی اسی پر دلالت کرتی ہے اور مطابق حال واقع کربلا ہے یعنی مگر وہ لوگ کہ توبہ کی ان لوگون نے بعد اسکے اور اصلاح کی پس ہر آئینہ اللہ غفور الرحیم ہے فقط بعد اسکے جو اور اشقیای کربلا مرتے دم تک کفر اور بغاوت اور شقاوت پر قائم رہے اور زیادہ کفر اور طغیان کا غلبہ کیا کہ تصریح شقاوت اور مظالم کی کتاب سر الشہادتین اور تحریر الشہادتین مین واضح تر مذکور ہے وہ لوگ شاید اگر بہنگام نزول بلا بخوف تیغ انتقام مختار ثقفی آخر کار توبہ پر بھی ناچار ہو کر رجوع ہوئی ہو وین یہان خبر عدم قبول توبہ بتخصیص خاص اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ یعنی وہ لوگ کہ کافر ہوگئے بعد ایمان کے پھر زیادہ ترکیا کفر کو نہین قبول کیجاویگی توبہ اونکی وہ لوگ ضالگمراہ ہین فقط اب ان سب تصریحات تامہ کو ملاحظہ کیا چاہیے کہ اول سے آخر تک بعینہ ہر جزئیات مطابق واقعات کربلا کے واضح تر ہے اور سوای واقعہ خاص کربلا کسی جگہ اور کسی سانحہ سے ان سب آیات قرآنی کی مطابقت نہین ہو سکتی ہے فافہم وتدبر اب معلوم کرنا چاہیے کہ یہ سب اخبار قبل الوقوع واقعات کربلا از روی آیات منصوصۂ قرآنی بیان کیے گئے اور بعد الوقوع تطبیق ہر مصیبت اور ہر واقعہ کی آیات قرآنی سے بواقعی معلوم اور ثابت ہوئی مگر اس سے رفع ترددات اور تحیرات مذکورہ بالا نہوا بلکہ اور زیادہ تر اوس تحیرات کو قوت ہوئی خصوصاً تحیر مفتم کو زیادہ تر قوت ہوئی کہ جس حالت مین بحکم خدا اور بفعل خدا اور بارادہ خدا بہ تقدیر مشیت ازلی یہ سب واقع ہوا جسکی خبر اللہ تعالی کلام اللہ مین فرماتا ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا معہذا ایسے ظلم عظیم اور شقاوت قوی کی مکافات مین اگر ایسے ملاعین اشقیا عذاب دائمی جہنم مین مبتلا ہوی اور اوسکے اجر مین سب شہدا مظلوم بیگناہ خیر محض ہزار گونہ نعمای بہشت اور رحمت اور رضوان الٰہی مین مستغرق ہوئے یہ کب ایسے مظالم اور بغاوت شدید کی سزا ہے اور کب ایسے خیر محض مظلوم بیگناہ معصوم کا اجر ہے کہ ہر مومن بیگناہ کا

قتل بعمد یہ استحقاق سزا اور جزا کی رکھتا ہے مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ جب یہ حکم عام
سزا اور جزا کا سب ظالمین اور مظلومین کے واسطے علی العموم منصوص ہے پس اگر مظالم او شہدائے کربلا کا
بھی اسیطرح کا مکافات اور اجر منصوص ہوا کون تخصیص او تکلف ہوا کہ سب نعمای بہشت قبل ایسے
مظالم اور مصائب شدیدہ کی ایسے بیگناہون خیر محض معصوم کو واسطے مسلّم اور متحقق ہی بارے ایسی مظالم
اور مصائب کا نتیجہ اور اسرار کچہ معلوم نہوا ؎ پسندیدہ پرسیدای ہوشمند ✤ جوابت بگویم گر آید پسند ✤
پہلے شبہہ اول ور تحیر ہفتم کو دفع کرنا مقدم تر ہے کہ جس حالت مین اسکا فاعل درحقیقت خدا ٹھہرا کہ
مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اسصورت مین یزید ملعون اور اشرار کربلا کی ملعون اور معذب ابدی
ہونیکی کیا وجہ **جواب** اب اوسکو بعینہ اسطرح سمجھنا چاہیے کہ خالق افعال بندگان اور خالق شر نفس اور
شیطان کا اللہ ہے کہ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اور شیطانکو خود اللہ نے نفوس بشر پر مسلط و معین کیا
اور انبیا کو شر نفس کے ہاتہہ سے عاجز کیا کہ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ خود بزبان انبیا
فرماتا ہے اور کسی نبی کو نفس پر اختیار نہین دیا کہ خود اپنے حبیب نبی برحق سے فرماتا ہے قُلْ لَّآ اَمْلِكُ
لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اور پھر شیطان لعین کو اوسنے اختیار دیا
کہ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ✤ اور خود شیطان کو حکم اغوا کا
دیا کہ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ
وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ
الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا الخ پھر اس صورت مین شیطان کا کیا قصور کہ ازل سے اسی
کام پر مامور ہے جو کچہ ہوا بحکم تقدیر خدا ہوا پھر شیطان کو معذب اور ملعون ابدی سے
خلود فی النار کیون کیا اور انسان کو بجرم شر نفس کیون ماخوذ کیا پس جو صورت شیطان کے
معذب اور ملعون ہونے کی سمجھی جاوے وہی نظیر بعینہ یہان بھی سمجھی جاوے کہ جس فاعل
مختار نے کسیکو ازل سے شقی اور ملعون ازلی پیدا کیا وہی ہے عالم ظاہر مین سبب کا مہ شقاوت
اور بغاوت کی ظاہر کیے تا موافق حکم ازلی استحقاق لعنت ابدی اور تعذیب کا پیدا کرے کہ مَنْ

يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ یہی حال یزید اور سب اشقیای ظالمین کربلا کا سمجھنا چاہیے جسطرح یہان
سب مراتب اعمال شقاوت کی لشکر کربلا پر ختم کرنا ازلی تھا اوسکے یہ سب اسباب اور آثار
عالم اسباب مین ظاہر ہونا ضرور ہوا اسیطرح سب مراتب سعادت کا اور اختتام اور تکمیل جمیع
مراتب صبر اور رضا اور تسلیم اور شہادت اس خامۂ پنجتن پر ختم کرنا ازلی تھا لما وقع کسو اسیلئے کہ بدون
وقوع ظلم اور مصائب اور بلیات کے امکان صبر و رضا اور تسلیم کسطرح متصور تھا کہ صبر بلا پہ ہوتا ہی بدرجات
مین پس واسطے تکمیل صبر کے بلا ضرور ہوئی اور بلا اور ظلم پہونچانے کیواسطے ظالم کا ہونا ضرور ہوا اور
ظالم کا خلود فی النار اور معذب اور ملعون ابدی ہونا مسلم ہوا اَلَا اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ فِیْ عَذَابٍ
مُّقِیْمٍ اس صورت مین اشقیاء ازلی اور ظالمین اور شیطان لعین کا معذب اور ملعون ابدی ہونا
ضرور تر ہوا کہ مظہر قہر کا مقہور اور مظہر رحمت کا مرحوم ہونا مسلم ہے ؎ ہر کرا بینی بعالم مظہرے
از نام اوست ٭ بعض مردم مظہر قہار بعضے الرحیم ٭ مظہر قہار مقہور ست آخر بالیقین ٭ مظہر رحمان بود
در رحمت حق مستقیم ٭ ہر صفت کان در تو ظاہر شد ز اسمائی صفات ٭ در میان آخر بپیوندی
بحکم آن حکیم ٭ متصف ذات خدا در ہر صفت باشد بسے ٭ قابض از بخیل و باسط از ہر کریم ٭ قس علٰی
ہذا مال مظہر ہر اسم او ٭ جنس با ہمجنس پیوندد دوام مستقیم ٭ من چہ گویم کہ این کن آن مکن ای ہوشمند
خود تامل کن چو داری بہرہ از رائی سلیم ٭ ہر چہ خواہی کرد آخر در میان شامل شوی ٭ میشود ہر شی باصل خویش
راجع از قدیم ٭ جنس سوی جنس خود البتہ مائل میشود ٭ اندرین ظلمی نباشد از خداوند کریم ٭ ور بدی بالعکس تا
البتہ جائی نقص بود ٭ ورنہ باشد این چنین پس نیست ایرادی ندیم ٭ یہ رفع تحیر اور تردد تو اس مضمون سی
بواقعی ہوگیا باقی رہا شرور نفس امارہ بالسوء کا کہ بحکم خدا اور باختیار خدا ہی انسان ضعیف البنیان
سی کیون مواخذہ ہی یہ بحث اور ہی بہت دراز ہی یہ مختصر اس بیان کا گنجایش پذیر نہین یہان
اس بیان کی ضرورت ہی شرح اسکی کتاب اسرار حکمت اور اسرار واحدی اور معرفۃ النفس اور
مرافعہ قضا و قدر اور مسئلہ جبر و اختیار مین بواقعی بیان کی گئی ہی فلینظر ثمہ باقی
رہی اور تحریرات مذکورہ بالا کہ عمدہ ترین شرط شہادت کی یہ ہی کہ مشرک بغیر کلمہ گو سی محض بواسطہ کلمہ شہادت

کی مقابلہ ہو دوسرے پر غایت حفظ نسبت اسلام اختتام اس شہادت کا جناب رسالت پر ملتوی ہو کر یہان ختم ہو سوا اس سانحہ کربلا مین کوئی صورت ضعف اور توہین اور ہزیمت اسلام اور اہلبیت رسالت کی ہاتھ سے نہ تھی سو حفظ نسبت اسلام بھی نہوا تیسرے اختتام شہادت نبی اگر اسی پر موقوف تھا تو ... بوجہ ممکن تھا پس اگر قتل جمیع عزیزان اور فرزندان اور موالی اور انصار اور ... اور مسافرت اور اسیری اہل وعیال شروط لوازم شہادت سی سمجھا جاوے بسبب شہادات ... نبی صلی اللہ علیہ وسلم باطل ہو جاتی ہین کہ وہان ... چوتھا تحیر یہ تھا کہ بلا بقدر روا ضرور ہے ... سمجھ مین نہین آتا کہ بلا اور مصائب اور تکالیف امر آخر ہی اور دشمنون کی مقابلہ مین نصرت اعدا اور ہزیمت اور توہین ایسے بیگناہ محبوب معصوم کی اور توہین اسلام کی البتہ بائیہ حیرت ہی پانچوان تحیر یہ تھا کہ یہ ہجوم بلیات محض واسطے امتحان کی تھا یہ بھی سمجھ مین نہین آتا کہ بعد تکمیل امتحان کے چاہیئے تھا کہ مثل کارد ذبح اسمعیل علیہ السلام خنجر شمر لعین کند ہو جاتا اور فدیہ اور امداد غیبی پہونچتی یہ بھی نہوا چھٹا تحیر یہ تھا کہ اور سب مظالم اور مصائب تو اشقیای کربلا کی طرف سی پہونچی کہ ملعون اور معذب ابدی ہوسے بارے چشمہ آب خیمگاہ کربلا مین کس نے غائب کر دیا اسمین کیا بھید تھا ساتوان استعجاب یہ کہ اس ... بلیات اور مصائب اور مظلومیت اور شہادت اور تکمیل صبر اور رضا اور تسلیم کے اجر مین اگر تمام نعمای بہشت بہشت اور سب حور قصور حاصل ہو تحصیل حاصل ہوا کہ یہ جناب خاص ازل سے قسیم النار والجنہ ہی سو نعمای جنان ہمہ آنہی بخشندہ کونین بیک نیم نگاہ ہے بخشندہ جائی کہ بہشت رابیک جو نخرند اینجاست کہ کوہ را بکاہی بخشندہ فقط پس ان سب تحیرات اور ترددات اور استعجاب کا رفع ہونا ضرور ہے تا معلوم ہو کہ ایسی واقعات حیرت افزا مین اسرار الٰہی کیا ہین فقط بیان اسرار

کربلا و وجہ کند نشدن خنجر شمر لعین مثل کارد ذبح اسمعیل علیہ السلام و وجہ نرسیدن فدیہ و نرسیدن امداد

غیبی مثل دیگر انبیاء سابقین و غائب شدن چاہ خود بخود از خیمگاہ کربلا و صورت تکمیل شہادت و اختتام

جمیع مراتب خلت و استقامت و صبر و شکر و رضا و تسلیم و مصائب اند گوش ارادت در کار ملاحظہ...

کہ از کدام مقام سخن میرود * اکنون نفسی بہ ہم گوش فرادار * خاموش خبردار خبردار خبردار * پاس
ادب حضرت شبیر نگہدار * زانوی ادب تہ کن و تسلیم بجا آر * دریاب کہ مقصود ازین نظم و بیان چیست
در پردۂ این نکتہ چہ پیدا و نہان چیست * دریاب کہ تا چیست درین حکمت قیوم * ناکام چرا رفت ز دنیا
شہ مظلوم * بیجرم سہ یکے قتل شد و یک شدہ مسموم * با سینۂ صد چاک و دل خستہ و مغموم * نا یافتہ کام
دل خود چون دگران آہ * رفتند چرا ہر دو بحسرت ز جہان آہ * آنیست درین مصلحت ایزد اعلیٰ
کین جملہ قلیل ست متاع ہمہ دنیا * وین کار بود لائق بسیار جزا ہا * زین جہ جزا ہش شدہ موقوف
بعقبیٰ * آن چیست جزا مغفرت امت عاصی * و ز جرم و خطا معذرت امت عاصی * اب بیان
مغز سخن کو سمجھنا چاہیے کہ جب حاکم زبردست قوی و توانا در حلیم بردبار بہت دیر تک ضبط اور درگذر اور
اغماض کرتے کرتے یکبارگی جوش غیظ و غضب مین آتا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِیْمِ اوسوقت کسی مقرب
اور عزیز و قریب کو مجال دم مارنے کی نہین ہوتی ہے مگر مظلوم ستم رسیدہ دادخواہ کو ایسے ہی مقام
مین زیادہ تر رو سے سخن اور جرات گویائی ہوتی ہے اور حاکم غضبناک کو بھی خاصۃً عین اوسی
حالت غیظ مین روی رحمت اور کمال توجہ بالطبع اوس مظلوم دادخواہ کی طرف ہوتی ہے
چاہیے کہ اوسی مظلوم ستم رسیدہ کا حال دیکھکر شان غفاری جوش مین آئی ہو اب اوسوقت کا
حال خیال کرنا چاہیے کہ جب ایسے مظالم اور بغاوت اور طغیان اور شقاوت اشقیائے کربلا
اور مظلومی ایسے خیر الخلائق بیگناہ معصوم محبوب المحبوب کی دیکھکر ایسے حلیم قادر توانا کو بعد اسقدر مدت
دراز کے جو یکبارگی غیظ و غضب آویگا اوسوقت کا حال تصور کیا جاوے کہ کیا ہوگا کَلَّا اِذَا
دُکَّتِ الْاَرْضُ دَکًّا دَکًّا وَّجَآءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَہَنَّمَ
یَوْمَئِذٍ یَّتَذَکَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰی لَہُ الذِّکْرٰی الخ اور دوزخ کا حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قریب
ہے کہ شق ہوجاوے مارے غیظ و غضب کے تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ العظمۃ للہ الواحد القہار
ع اولو العزم را دل بلرزد ز ہول * بشنو بشنو جلالت و عظمت کبریائی و جبروت * دمی کہ جلوہ کند
جلشانہ ابداً * و آنزمان کہ بیک نیزہ آفتاب رسد * در آنزمان کہ ہمہ برزند عرض و سما * در آنزمان

کہ تزلزل فتد بروح و ملک * در آنزمان کہ در آید بلرزہ عرش علی * در آن زمان کہ ملائک رسند صف در صف
زجا بر ثبات چون معنی شود پیدا * هَلِ امْتَلَأْتِ بدوزخ دمے کہ گفتہ شود * کند بنعرہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ
حشر بپا * سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَّ زَفِيرًا مہیب بردارد * تمام عالم امکان شود تہ و بالا * دہند نامہ بہر یک
چو از یمین و یسار * کنند از پی ورزش ترازوی برپا * اَلَا فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ * فتد چو معنی
فَتَلْقَى السَّمَاءُ زُمَلًا * زند چو مرضعہ ہم شیر خوارہ را بزمین * شود ز تہلکہ اسقاط حمل از حبلی * چو انبیا
ہمہ از یک بدیگر انداز ند * بحضرتش نہ مجال سخن بود اصلا * در آن زمان کہ زند جوش شان قہاری
از و رسد لِمَنِ الْمُلْكُ ہر طرف چو صدا * در آنزمان کہ اولو العزم را بلرزد دل * پی شفاعت امت
نہ جرأت و یارا * در آن زمان کہ بگویند انبیا نفسی * مگر یکے کہ فقط امتی بود گویا * در آنزمان بجنابش
کرا مجال سخن * بجز کسی کہ بود در مقام محمودا * بحکم سابق او رخصت سخن یابد * کہ خود نمود زِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ
استثنا * الخ پس ایسے وقت مین خیال کیا جاوے کہ باوجود حکم استثنای اِلَّا بِاِذْنِهٖ اور باوجود وعدہ
ہر گونہ شفاعت اور مغفرت کے مقام عبودیت اور خشیت مین کس طرح کسی مخصوص مقرب کو
ایسے احکم الحاکمین ذوالجلال ذوالکبریائی والجبروت کے سامنے ایسے وقت کمال غیظ و غضب مین
جرأت سخن ہو سکتی ہے سہ آنوقت کجا تاب سخن نوع بشر را * جز آنکہ دہد دررہ او لخت جگر را *
آنرا کہ چنین حق شدہ ثابت بر یزدان * آنکس کہ فدا شد بر ہ حق بدل و جان * آنکس ہمہ تن غرق بخون
با دل بریان * پیراہن پر خون بکف والدہ آن * خواہد چو باین شکل بمحشر ز خدا داد * یابد بیقین سبط
پیمبر ز خدا داد * آن داد چہ خواہد عوض اینہمہ خدمت * از حضرت حق مغفرت جملہ امت * بار انگہ
سوی زمین کوی ندامت * وا ر از کرم دست دعا بہر شفاعت * ہر یک ز برخویش بر اند بجہان وقت
او امت من گفتہ بخواند بجہان وقت * پس اب سمجھنا چاہیے کہ اشرار ظالمین کربلا کو روز ازل سے
کاتب قضا ملعون اور معذب ابدی خلود فی النار لکھ چکا ہو جسکا بیان آیات منصوصہ سے بشرح و بسط
تمام مذکور ہو چکا اس صورت مین ایسے اشرار معذب ابدی کیواسطے فریاد اور استغاثہ کی اوس روز حاجت
کب تھی بلکہ یہ کہ اس سانحہ عظیم سے جرأت سخن کی البتہ ایسے مظلوم ستم رسیدہ کو ایسے وقت مین

نجوبی تمام ہوسکتی ہے اور کسی نبی کو ایسے ہنگام غیظ و غضب مین مجال سخن کب ہوسکتی ہے ع اولو العزم را دل بلرزد زہول ۔ کیونکہ وہ سب اپنی داد دنیا مین پاچکے اور یہان باقی ہے ترسم ازین گناہ شفیعان روز حشر ۔ دارند شرم گرگنہ خلق دم زنند ۔ اور حضرت خاتون قیامت کا بسواری ناقہ میدان محشر مین آنا اور ملائک کا غُضُّوا کہنا اور سب اہل عرصات کا بپاس ادب پردہ داری آنکھ نیچی کرنا جو احادیث صحیحہ معتبرہ سے بالاتفاق ثابت اور مسلم ہے نہ یہ کہ محض اس دادخواہی کیواسطے اس جاہ و حشم سے ایسے مقام پر ایسی حال مین تشریف لاوینگی یہ دادخواہی اور تعذیب ایسی اشقیا کی کب اس وزیر او ٹھہ رہی گی کہ نوبت استغاثہ اور دادخواہی کی بھی پہونچے پا دے بلکہ خود منتقم حقیقی قاضی محشر سب اشرار کربلا کو بحکم يُعَذِّبُونَ بِأَصْنَافِ الْعَذَابِ طرح طرح کی عذابات مین پیشتر ہی مبتلا کر کے واسطے مزید شدت عذاب روحانی کی سب ذلتین اور رسوائیان اور عذابات اونکی سب اہل عرصات کو عموماً اور جناب حضرت خاتون قیامت اور سب شہدائے کربلا کو اور سب مومنین محبان اور ماتمیان حسین علیہ السلام کو خصوصاً دکھا دیگا کہ یہ خوشی مومنین کی امتحان ثانی اور لذت روحانی ہوگی جیسا دنیا مین رونے سے امتحان محبت اہل بیت کا تھا اور اسکے مقابلہ مین اشرار کربلا کا صدمہ عذاب روحانی تصور کیا جاوے کہ سب عذاب جسمانی پر غالب ہوگا خصوصاً جب مرتبہ شفاعت عام کا اور اپنی محرومی اپنی آنکھون دیکھینگے اَتَرْجُوْا اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ خود ظاہر ہے کہ اونکے دلون پر کیا گذریگا یہ آتش حسرت روحانی سب آتش دوزخ جسمانی پر ہزار مرتبہ شدید تر اور تیز تر ہوگی ۔ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ اسکے مقابلہ مین سب مومنین محبان اہلبیت اور ماتمیان حسین اپنے دلونکو دیکھین اور غور کرین کہ اس لذت روحانی کے مقابلہ مین کوئی لذات جسمانی اور شہوانی بہشت کی خیال مین آتی ہین چنانچہ یہ دکھانا عذاب اشرار کربلا کا سب مومنین کو آیہ مذکورہ بالا سے بتصریح تمام ثابت اور منصوص ہے کما قال عز و جل وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الخ ترجمہ اسکا اوپر مذکور و مرقوم ہے لفظ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے سوائے محبان اور ماتمیان حسین علیہ السلام کے کون مراد ہوسکتا ہے

کہ اشک ریزی ماتم حسین مین عین دلیل اور امتحان محبت ہی اور یہی محبت اہلبیت آخر کار محبت الٰہی تک
منتہی ہو کر عین ایمان ہی کہ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ جیسا کہ بیشتر بشرح و بسط تمام مذکور ہو چکا ہے
اسصورت مین یہ جو متعارف اکثر شیعون مین بیان ہی درست ہو سکتا ہی کہ امت کے بخشوانی کیواسطے
اپنا سر دیا یعنی بسبب اس معرکۂ خاص کربلا کے اودہر اوس شافع محشر مظلوم دادخواہ کو اوس جوش غیظ و
غضب الٰہی مین جرأت سخن کی زیادہ تر ہوئی اور ادہر گریہ و بکا ماتمیون کا پایۂ امتحان اور محبت اہلبیت
اور قوت ایمان ہو کر پایۂ مغفرت اور اجر اخروی ہوا پس درحقیقت یہی سانحہ خاص کربلا کا اسکا
سبب واقع ہوا جیسا کہ مرثیۂ مذکورہ مین مذکور ہو چکا ہے کہ ع این محض پے مغفرت ماتمیانست الخ
فافہم و تدبر پس جو شخص کہ آج مصائب اہلبیت پر گریان ہی اوسکا اوس روز خندان ہونا مسلم
ہی جیسا کہ آج آنسو نکالنا بتصنع اور بارادہ بدون جوش آتش محبت ممکن نہین ویسا کل کے روز
کہ ع اولوا العزم را دل بلرزد زہول ہنسنا بتصنع باختیار خود ممکن ہوگا مگر بتقاضای جوش محبت
اہلبیت وہ تعذیب اور رسوائی اشرار ظالمین کربلا دیکھکر بے اختیار محبان اہلبیت ہنس پڑین گے
کما نص علیہ القرآن وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ اور اسی کے مقابلہ مین
یہ ہنسی مومنین کی دیکھکر غصہ عذاب آتش روحانی جو کچھ کہ کافرون پر گذریگا خود ظاہر ہی جیسا کہ پیشتر
مذکور ہو چکا ہی سعدیا دار از آن کہ چو آن اہلبیت ماتم کنان بعرصۂ محشر قدم زنند اور جو بسبب
کند ہونے خنجر شمر لعین مثل کارد ذبح اسمٰعیل علیہ السلام اور نہ پہونچنے فدیہ اور نہ پہونچنے امداد غیبی کے
مثل انبیاء سابقین باہمہ استغاثات سخت مایۂ حیرت و استعجاب عالمیان ہی اسکو بھی ایسے کے ہوجہ
خاطر سمجھ لینا چاہئے یعنے سبب انبیای سابقین کیواسطے فقط امتحان تھا اور یہان اختتام اور تکمیل تام
وہان اگر کارد رو کند ہوجاتی اور فدیہ نہ پہونچتا تو سب مرتبہ کمال صبر اور رضا و تسلیم اور خلت
اور شہادت کا دہین ختم ہوجاتا یہان کیواسطے کیا باقی رہتا وہان تو اجر دنیا مین مل چکا یہ مرتبہ شفاعت
کبری کا دنیا مین کہان تھا یہ نکتہ صریح ملاحظہ نہین ہوتا کہ لفظ فَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ اللہ کیطرف سے
منسوب ہی جو ضمیر کہ صادق آسکتی ہے کہ اللہ تعالی شانہ یا کبش نہ فرمایا یہ ذبح عظیم فدیہ

خاص خدا اس روز کے واسطے اوٹھہ رہا تھا کہ جو واقع پھر یہان فدیہ بھیڑ بکری کا کیون آنے لگا کیونکہ جو خود فدیہ مطلوب خدا تھا اور وہان فقط امتحان تھا یہ نکتہ اندک غور او خیال نہین کیا جاتا ہی کہ ایک ہزار نو سے پچاس زخم جسم مبارک پر پہونچے تھے او سوقت تک روح مقدس زخم ذبح خنجر کی منتظر تھی کہ بدون ذبح روح مبارک نے جسم اقدس سے مفارقت نہ کی یہ اسی بخنجر قاتل کا ذبح اسمٰعیل کیون کر ہونے لگا کہ وہان فقط امتحان تھا اور یہان اختتام وہ فدیہ [illegible] اور یہ فدیہ ازا [illegible] بدرخواست خود مطلوب اور مقبول اور محبوب سب جیون [illegible] آگیا [illegible] اگر فقط محض شہادت صرف پر اکتفا ہوتی اسقدر زخمہای کاری [illegible] شہادت کی کیا کم تھی کہ [illegible] کی پہونچی اسی نکتہ سے سمجھنا چاہیے کہ مفہوم ذبح عظیم بمفاد فَدَیْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ کس طرح صادق آتا ہی اگر زخمہای سابق سے وفات ہوتی فقط اطلاق شہادت ہو سکتا تھا مفہوم ذبح عظیم کا صادق نہ آتا فافہم وتدبر دفع شبہہ و تحیر دیگر اور وہ جو عمدہ ترین شرط شہادت مین شبہہ تھا کہ کافر غیر کلمہ گو کی ہاتھہ سے قتل ہونا اور محض واسطے کلمہ شہادت کی بلا غرض نفسانی جنگ واقع ہونا شرط شہادت ہی اسقدر ہجوم مصائب اور شدائد اور تکالیف شاقہ کہ حشیمہ آب بھی خود بخود غائب ہو گیا کچہ لوازم شہادت سے نہ تھا اور اسقدر توہین اور اسیری اہلبیت رسالت اور شکست فاش لشکر اسلام اور منصوری اور کامیابی اعدا بھی لوازم شہادت سے نہ تھی جیسا کہ مقام تحیر مین اوپر مذکور ہو چکا اب اس سر نازک اور نکتہ باریک کو سمجھنا چاہیے کہ اسی نکتہ خاص سے بتوثیق تمام ثابت ہو تا ہی کہ مفہوم فَدَیْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ سے بے شبہہ یہی فدیہ اور ذبیحہ مقبول خدا مراد ہی اس ذبح عظیم کا مرتبہ شہادت سے کہین بالاتر اور عظیم تر ہی کہ شہادت بھی اسکی ضمن مین خود حاصل ہی اس مرتبہ عظیم ذبیح اللہ کی مقابلہ مین شہادت دون مرتبہ ہی اور آسان تر ہی کہ شہادت مستلزم اسقدر اجتماع جمیع آفات اور مصائب کی نہین کہ حشیمہ آب بھی خود بخود گم ہو گیا یہ بات اور ہے مقام اور ہے نہ محض شہادت کہ علی العموم ہر شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جب کسی مشرک بت پرست نے زبردستی کلمہ شہادت کھلایا جاوی اور وہ نہ کہے اوس سے لڑے شرط شہادت ادا ہو جاتی ہے کہ اس طرح

ہزارون بلکہ لاکھون آدمی مثل ہمراہیان سالار مسعود غازی شہید ہوتے چلے آتے ہین کہان یہ شہادت صرف کہان وہ ذبح عظیم پس نکتہ باریک اسمین یہ ملاحظہ کرنا چاہیے کہ یہ ذبیحہ راہ خدا اس راہ سے کامل تر ٹھہرا کہ باہمہ ظلم و ضلالت اشقیای کربلا کلمہ گو کے ہاتھہ سے ذبح ہو کر وفات پائی اور جبتک زخم خنجر کلمہ گو نہ پہونچا باہزار و نہصد و پنجاہ زخم روح اقدس نے مفارقت نہ کی اور ذبیحہ بدون کلمہ گو درست نہین بخلاف شہید فی اللہ کا ذ غیر کلمہ گو کے ہاتھ سے قتل ہونا شرط ہے فافہم و تدبر ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ پس یہ صورت تکمیل ذبح عظیم کی ٹھہری کہ مرتبہ شہادت پر بین غالب ہی شہادت عام ہی اور یہ خاص اب اسکی ضمن مین صورت شہادت کی مشاہدہ کرنا چاہیے تا کوئی مرتبہ فضلیت کا اوسمین نہ رہے شہید کو شان عظمہ یہ ہے کہ اوسکا قاتل جہنمی خلود فی النار ہو یہ بات یہان بخوبی تمام حاصل و منصوص ہے چنانچہ اشرار کربلا کی جانب نسبت کفر کی اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ کَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ الخ پھر اسکے بعد بمقام عدم قبول توبہ مکرر فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ خود ظاہر ہے کہ مصداق مضامین ان آیات کے اشرار کربلا پر اسقدر صادق اور مطابق واقع ہین جیسا کہ مذکور ہو چکا اس راہ سے بلفظ کفر بھی اللہ تعالیٰ نے انکا ذکر فرمایا گو زبان سے کلمہ بھی کہتے تھے اور نماز بھی پڑھتے ہون کہ شَهِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ الخ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور پھر بلفظ کفر مکرر ارشاد فرمایا اور بظاہر کلمہ گو زبانی ہونا واسطے ذبیحہ کے کافی ہے کہ سب قصاب ذابح البقر کا یہی حال ہے فقط زبانی کلمہ کہنا وہ بھی بالفاظ غلط جانتے ہین کبھی نماز روزے سے خبر نہین اونکے مقابلہ مین یہان بظاہر نماز روزے کی صورت تھی پس بنظر کلمہ گوئی زبانی کے تو ذبیحہ درست ٹھہرا و علیہ الفتویٰ اور بنظر نسبت کفر اور خلود فی النار منصوصہ کے شرط شہادت کی بھی بخوبی ادا ہوئی اب صورت فضلیت اور تخصیص اس شہادت خاص کی نسبت شہدای غزوات نبی پر ملاحظہ کرنا چاہیے ظاہر ہے کہ شہدای غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت یہ تھی کہ خود غلبہ اور زیادتی او

بیان شہادت ذبح

بیان صورت افضلیت شہدای کربلا بہ نسبت شہدای غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم

خروج کرکے کافرون پر چڑھ جانا اور بجبر و زبردستی مار مار کر ایمان قبول کروانا اور درصورت انکار اونکو قتل کرنا اور اونکے مال و متاع کو غنیمت اور اہل و عیال اور اطفال کو لونڈی غلام اور عورتونکو بے نکاح حلال طیب سمجھنا اس حالت زد و خورد مین اگر کوئی مسلمان کفار کے ہاتھہ سے مارا جاوے وہ شہید برحق اور اگر مسلمان قتل کرے وہ غازی ہو فقط مگر چونکہ بحکم فاقتلوھم حیث وجدتموھم بے عداوت نفسانی محض بحکم خدا براہ خدا واسطے اعلی کلمہ شہادت کے تھا اس سببسے داخل شہادت اور جہاد اور عبادت اور موجب اجر عظیم ہوا والا بادی النظر مین خود ظاہر ہے کہ کوئی ظلم صریح اور زیادتی اور بدعت اور مردم آزاری اس سے زیادہ نہین ہوتی کہ نصاری اب تک اعتراض کرتے ہین اور ایسے ایمان جبری کو معتبر نہین سمجھتے چنانچہ اسکا جواب اسرار النبوت مین بلطف تمام معقول اور موجہ خامۂ مولف سے برآمد ہوا ہے فلینظر ثمہ پس یہ شان اور ماہیت اوس شہادتکی ہے کہ بادی النظر مین بصورت ظالمانہ ہے بخلاف اس شہادت معرکۂ کربلا کے بالعکس اوسکی مظلومانہ ہے کس طرح کا غلبہ اور ظلم اور زیادتی ناحق اور غدر ناشنوی جانب اشقیائے کربلا اور مظلومی اور بیکسی اور حقیت اس طرف کی صریح ظاہر ہے پس جس صورتمین اوس صورت ظالمانہ مین اسقدر مرتبہ شہادت کا متحقق اور منصوص ہے فکیف کہ یہ صورت مظلومانہ باین بیکسی غربت و کربت باہمہ حقیت باہمہ عزیزان اور فرزندان اور موالی اور انصار ملاحظہ ہو کہ کسقدر اوس شہادت ظالمانہ پر بھی ترجیح رکھتا ہے کہ خود اللہ تعالی اس شہادت خاص کی تعریف اور خبر بتصریح بیان جمیع مصائب واقعات کربلا فرماتا ہے جیسا کہ بالا مذکور ہو چکا ہے لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء الی اخر الآیات المذکورات اور اسکا اجر اور مرتبہ اور تخصیص اور ترجیح بھی آیات مذکورہ بالا مین مذکور ہے کہ شہادت کبری ساتھہ صبر و شکر اور رضا اور تسلیم اور مصائب اور مظلومیت کی جمع ہے یہ جمعیت تامہ شہداے عام غزوات نبی کے ساتھہ کب تھی اس واسطے مرتبہ سید الشہدا کا خاص اسی جناب خاص کے واسطے تخصیص پایا سہ این صبر و این بلا ہمہ شد ختم بر حسین ✻ جزوی نصیب کس نشد این رتبہ زینہار ہے اور اسکا اجر بھی سوائے جمیع نعمائے بہشت کے شفاعت کبرا ہے اور مقام

محمود اور متقی صدیق ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہی بہلا یہ اجر دنیا مین کس طرح ہو سکتا تہا فافہم وتدبر
اب باقی رہا یہ کہ شہید اور ذبیح ہونا راہ خدا مین مستلزم اسقدر بلیات اور آفات اور شدائد اور شکست فاش
لشکر اسلام اور منصوری اعدا اور اسیری اہلبیت کا نہ تہا بارے اسمین کیا حکمت اور مصلحت
اور اسرار الٰہی تہا اور چشمہ آب کیون از خود غائب ہو گیا اور امداد غیبی مثل انبیای سابق کیون نہ ہو ہو
یا اور طرح سے حفظ مثل رفع عیسیٰ علیہ السلام علی السماء کیون نہ واقع ہوا اسے پسندیدہ پرسید ای شنید
جوابت بگویم گر آید پسند ای عزیز سیاق کلام الٰہی سے اس اسرار اور نکات باریک کو سمجہنا چاہیے کہ
انسان کا فکر اور ادراک اس عجائب قدرت الٰہی مین قاصر ہی سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا اسیواسطے
بیشتر سب اخبار آیات کلام اللہ ابتدای حال سے آخر تک تصریح اور تطبیق تمام بیان کر دی چونکہ اوس
حکیم علی الاطلاق نے جمیع مراتب اور مقامات اور تمام شرائف اور فضائل کبری از بس خاص اپنے حبیب
ختم کر کے ختم الانبیا پیدا کیا اور اوس ختم الانبیا کا جان اور روح اور جزو بدن اور لخت جگر کا لخت جگر
جو کچہ کہو ہی ذات خاص خاتم پنجتن ہے ۔ چون خاتمہ پنجتن پاک حسین ست ۔ جزو بدن صاحب لولاک حسین ست
در مرتبہ بالا تر از ادراک حسین ست ۔ زان مور د ہر گردش افلاک حسین ست ۔ از نوع بشر مرتبہ اش
یسکہ فزونست ۔ آفات ہم از بہر وی از حصر برونست ۔ منظور الٰہی یہ تہا کہ سب مراتب اور شرائف
اور فضائل اولین اور آخرین اسی ذات خاص ختم المرسلین پر تکمیل اور ختم ہو وین پس اون سب مراتب
عظم مین مرتبہ شکر اور صبر اور رضا اور تسلیم کا اعظم تر ہے اسکا اختتام اور تکمیل
بدون ہرگونہ مصائب اور بلیات محال تہا کہ صبر بلا پر ہوتا ہے اور شکر بہی حالت
صبر مین معتبر ہے اسواسطے حکیم علی الاطلاق نے جو جو مصائب اور تکالیف اوسکے
مناسب جانے بیشتر ذات خاص اوس ختم رسالت پر ختم فرمائی کہ طوامیر و دفاتر
اوس سے پر ہین سہ در مکہ چہا دید در ایام جہالت ۔ رنج و ستم و ظلم ز ارباب
ضلالت ۔ ہر گہ کہ بہ تنگ آمدہ از فرط ملالت ۔ واثق شدہ ہجرت بدل
ختم رسالت ۔ از مکہ روان شد بسوی شہر مدینہ ۔ حاصل شدہ این عزو شرف بہر مدینہ ۔ اسصور تمین کہ ہرگونہ

مصائب اور آلام بھی اوسی ذات خاص پر تکمیل پانا ضرور ہوا اور بعض مصائب خاص ایسی تھی کہ اوسکا اختتام
اوس ذات خاص ختم رسالت پر ہونا مایہ ضعف اسلام نہین بلکہ فقدان اسلام تھا وہ سب اس جز و
بدن لخت جگر خاتم پنجتن پر کربلا مین اوٹھہ رہی کما وقع اب ملاحظ کیا جاوی کہ حوادث و واقعات
کربلا جو بعد قوت اسلام کربلا مین واقع ہوئی اگر اوس ایام اوائل اسلام مین کہ ہنوز اسلام نے قوت نہین
پکڑی تھی اوس ذات خاص ختم رسالت پر واقع ہوتی کب اسلام کا نام عالم مین باقی رہتا اسقدر ضعف اور
توہین اسلام تو فقط واقعات کربلا سی ہوئی کہ ابتک مایہ حیرت عالمیان ہی اس صورتین ملاحظ کیا جاوے
کہ سوای اون اخبار اور الہامات غیبی کے جو بواسطہ اور بلا واسطہ جبریل علیہ السلام بتواتر منقول ہین کلام اللہ مین کس
ترغیب اور تفہیم اور ترتیب سے اللہ تعالی ہر مصیبت کی شرح تدریج نام بنام بیان
فرماتا ہی پہلے صبر اور شکر کی تعریف اور ترغیب پھر بیان مرتبہ شہادت پھر بعد اسکے بتدریج ہر بلا کی
تخصیص نام بنام تفہیم تمام وارد ہی تا تحمل اوسکا شاق نگذری پھر بیان اجر صبر کا اوس غایت تک
کہ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ جیسا کہ شرح و بیان اوسکا
ہوچکا ہی پس بلائین تو آگے سی بقید اجر اور جزا کی بدی تھین اور واسطے تکمیل مراتب صبر و شکر
اور رضا و تسلیم کے اون سب کا اختتام یہین ضرور ہوا پھر کس طرح امداد غیبی مثل انبیای سابقین یہان
پہونچتی کہ وہان فقط امتحان تھا اور اسی دنیا مین اجر بھی ممکن تھا کما وقع اور یہان تکمیل اور
اختتام اور اجر اسکا مثل مقام محمود اور شفاعت کبرای اور مقعد صدق دنیا مین کب متصور تھا ؎
نیست درین مصلحت ایزد اعلی ✽ کاین جملہ قلیل ست متاع ہمہ دنیا ✽ وین کار بود لایق بسیار جزا ہا ✽
زین چہ جز آتش شدہ موقوف بعقبی ✽ آن چیست جز مغفرت اُمت عاصی ✽ در جرم و خطا مغفرت اُمت
عاصی ✽ اور خود ظاہر ہی کہ مثل انبیای سابق یہان امداد غیبی کی طلب اور دعا کب تھی کہ مقام محبت الہی مین
تمنای مرگ اور جانسپاری عین فتح اور ظفر ہی کہ ؎ سر برسر راہ تو فدا شد چہ بجا شد ✽ این بار گران بود
ادا شد چہ بجا شد ✽ فرد جان بجانان دہ وگرنہ از تو بستاند اجل ✽ خود تو منصف باش ای دل این نکو یا
آن بگو ✽ چہ جائکہ موت شہادت کہ حیات ابدی منصوص ہی کہ خود بتواتر فرماتا ہی کہ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ

فی سَبِیلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ الخ اور خود ظاہر ہے کہ واسطے ارباب محبت کے زندگی دنیا مانع وصل اور حجاب ہے پس مقام محبت مین یہ حجاب حیات عارضی کب گوارا ہی کہ خود اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ جب بیان جان سپاری منتہای فتح و ظفر ہے پھر امداد غیبی کی کب تمنا تھی کہ بمفاد فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ دربدل امداد غیبی موت کی تمنا اور جان دینے مین سبقت تھی فضلاً علیہ کہ موت شہادت منصوصہ اور اگر مثل حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع علی السماء واقع ہوتا تو فتور اور متصور تھا کہ مثل حضرت عیسی اور مریم علیہما السلام کے اہل عالم بہ الوہیت پرستش کرنے لگتے جیسا اللہ تعالی خطاب پر عتاب فرماتا ہی وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ علاوہ ایک ایک لڑکا اس خاندان کا شیر میدان وغا حیدر ابن حیدر تھا کربا اینہمہ غلبہ اعدا اور ہجوم شہادت بالقصد جیسا کہ ایک ایک جوان اہلبیت نے داد شجاعت معرکہ کربلا مین دی خود معلوم اور معروف ہے چنانچہ ایک حضرت امام قاسم علیہ السلام کا حال ظاہر ہی کہ ازرق شامی کے چارون بیٹونکو کسطرح قتل کرکے آخر کو اوس ملعون کو قتل کیا اور یہ ازرق شامی وہ تھا جو تنہا ہزار جوان مبارز سے مقابلہ کرتا اور غالب آتا تھا اور بدون ہزار جوان مقابل کے صف جنگ مین آنا ننگ جانتا تھا جیسا کہ بطرز بیان شاعرانہ مرثیہ گو مرثیہ جامع مین بیان کیا گیا ہے اصل مدعا یعنی قتل کرنا ازرق شامی کو مع چارون پسر ان واقعی ہی گو طرز بیان شاعرانہ بطور مرثیہ گویان متعارف ہی و منہا

اب حال ان حضرت قاسم سنو ذرا | بازو پہ اوسکے لکھی حسن نے جو باندھا تھا | قاسم نے جب وصیت وہ پڑھا | مضمون اوسمین حضرت شبر نے تھا لکھا

ہر گہ او فتد بہ بلا شاہ کربلا | تا زیست آمدن نہ ہی سر شن بلا

شبیر نے بھی حسب وصیت عمل کیا | قاسم کا عقد فاطمہ کبری سے کر دیا | نوشہ عروس جا کے محلین گئے ذرا | اک رن مین مبارز کی سنی جاتی تھی صدا

باز وجہ گفت قاسم نوشاہ الوداع | بر جستہ ماند وصل تو ای ماہ الوداع

بولی عروس کوئی نشانی تو دو مجھی | جب مانگی آستین عروس شہ نے پھاڑ کر | فرمایا یہ نشانی مجھی آستین پھٹی | اور تیری پاس وہ بھی ہی اصل آستین کی

بلیس من تو ہر دو نشانی [illegible] | در روز حشر وجہ تعارف [illegible]

	بر گر گشت قاسم ز شاه شہید	شاه آه سرد از دل و درد برکشید	
لاشہ تو لائی شاہ مگر سہل یہ نہ تها	دیکهو تو شہ نے کیسا بڑا کام یہ کیا میخواست تا وجہا کند خود نزار زار	لاشہ نے جبکہ لاشہ کو خیمہ میں رکھ دیا میگفت شرم باشدم چہار انگاہدار	مت پوچهو حال اہل حرم کا کہ کیا ہوا

الغرض کہ بعد عذر طرز بیان شاعرانہ اور اختلافات روایات کے ازرق شامی کا مع ہر چہار پسر حضرت امام قاسم علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہونا بالاتفاق ہے باقی نوع کان اور ازرق شامی کا تمام شجاعان عرب میں ہزار جوانکا طرف مقابل ہونا بھی بالاتفاق ہے یہ ادنی کارنامہ ایک طفل جنگ نادیدہ اہلبیت کا ہے علی ہذا لحال معرکہ آرائی حضرت علی اکبر علیہ السلام کا مرثیہ جامع میں بند کو سے

عباس کے الم کی نہیں کچھ پتہ تها	اب حال جرأت علی اکبر سنو ذرا پھر دعا نہ اکبر دلگیر شد روان	وہ تیر تو دی نبرد کی یا نوذ بہی جدا جان از تن مبارک شبیر شد روان	پرمان ہی گا تو دل تها کلیجہ دہل گیا
اکبر علی نے جبکہ مبارز طلب کیا	فوج عدو میں ایک طلاطم سا پڑ گیا یا رب کراست تاب سید بہ پیشرو	بالاتفاق بولی عدو وا مصیبتا شمشیر شکلست کشید بہ پیشرو	ہم شکل مصطفے سے کوئی لڑ سکیگا کیا
دیکھا جو ایک ایک کری اس نے کارزار	ازرق کیطرح ہوئینگی فی النار ایکبار افواج تیرہ دار بگردش نہ باد نبود	وعدہ برائی ہی جو نہ الک کو نہ تھا اکبر چو شیر بر نیستان ستادہ بود	کیپا لو سیکی گرد ہوئی آگئی ہزار
آ دہمی گردش سے کفار فوج فوج	اکبر کا تھا ستارہ ہیبت با اوج در میمنہ و میسرہ میکرد کارزار	وہ مارتا تھا بحر شجاعت میں موج موج ناگاہ سوی میمنہ گہی جانب یسار	نصرت سے فرد فرد کو کرتا تھا زوج زوج
چن چن کے یا می فوج کے اکبر تها مارتا	دیکھا جو سو لعین نکی او سپہ چھنا ناگاہ داد ہاتف غیبی اکبر بس	وہ روز یوم ینفخ فی الصور ہو گیا زعدہ نبود تا تو چنین ضبط کن نفس	معدوم سبکو صفحہ ہستی سے کر دیا
سنتے ہی باگ روک پکارا امام کو	بولا قضا یہ کہتی ہے تمام اب مام کو تا گر بشکل نیزہ مجسم شدہ قضا	اب حکم شہ کا ہوتا ہی کیا اس غلام کو از سینہ اش گذشت معا وا مصیبتا	اکبر کر چکا تھا تمام اس کلام کو

الحکایت کہ یہ محض شاعرانہ نہیں در حقیقت کارنامہ شجاعت ہر جوان اہلبیت کا اور پھر بحکم قضا مرتبہ شہادت پر نظر کر کے بقصد ہتیار پھینک کر شہید ہو جانا بالاتفاق ہے یہاں مقام محبت و رضا و تسلیم میں جان بچانا اور قتل کفار و شجاعت نمائی منظور نہ تھی بلکہ بالقصد شہید ہونا اور جان فدا کرنا پیش نظر تھا انکا تو بڑا مرتبہ تھا جو کوئی غیر فوج عدو سے مثل حضرت حر کے

بحکم ہدایت ازلی شریک ہوگیا اوسکا بھی مرتبہ شجاعت و شہادت کا ایسا ہی لکھا تھا کہ جنگ میں حق بات کو اپنا محو انتظار و مشتاق دیکھکر بقصد شہید ہوتے تھے چنانچہ حضرت حر علیہ السلام کا حال مرثیہ جامع میں یوں مذکور ہے بیت

بھائی غلام ہی سے جو کرکے گفتگو	کر جنگ کا ارادہ گیا شہ کے روبرو	بھائی ہی سے شہ نے کہا کیا ہے تجھے	پہلے شاہ [illegible] کرکے آرزو
	شہ گفت نیست ہمارا زندارم چنین روا	گر سر جنگ کردنست ارادہ تم	
ہر چند شہ نے منع کیا حر کو چند بار	قدم پہ گرکے سر ہی کہتا تھا بار بار	تسکین میں غلام کی ہوگی جو نہ تھا	بیتاب سر کو شہ کے قدم پہ دھرتا تھا
	باشد زبسکہ خاطر مہمان عزیز	پایوس کرکے ہو میں بھائی تیز	
آخر بہر سط صف سے بچا میں حر گیا	ہل من مبارز کہا میدان میں آ کے جا	آیا جو سامنے اوسی فی النار کر دیا	جو لا انہان [illegible] اچھا
	میدان جنگ زلزلت الارض شد بپا	جان اوس نے بجا عدو سے گشت	
دریائے خون رواں کیا ہر جگہ رو نما	آتی تھی ہر طرف سے صدا الامان امان	بازار گرم تھا ملک الموت کا وہاں	مہلت نہ تھی ملک کو بہ قبض جان
	بشکست آنچنان متواتر تیغ کین	یک تار زمین نرفت کہ آمد بگر زمین	
میدان کا زار کیا خون سے لالہ زار	بھائی غلام ہی سے کہتا تھا بار بار	ہر وقت کارزار ہی ملی سالار	سب عمر جان بھی کرنی کو نثار
	اول کسیکہ اسپ بمیدان بتاخت	حر بود آن کہ نقد دل خویش باخت	
حر کی جو آسمان کی طرف اوٹھ گئی نظر	خواہان ہوا وفا کا کچھ رتبہ بلکہ	پہونچا جو ہیں قریب شاہ کے وہ گمر	گرتے ہی گھوڑے سے کہا یا شاہ لو خبر
	حر این سخن ہنوز نکرد از زبان ادا	فورا رسید بر سر او شاہ کربلا	
تھی جان جسم جو مقدم خضر کی انتظار	رکھتے ہی سر کو زانو شہ پر ہوا نثار	بھائی غلام بیٹا جو تھا گرم کارزار	ہر اک ہوا نثار اسی طرح بار بار
	شہ لاش حر کی بسوئے خیمہ برد آہ	شور نشور خاست بجا در خیمہ گاہ	

یہاں سے معلوم کرنا چاہئے کہ سب شہیدان دشت کربلا مرتبہ شہادت کا عین معرکہ جنگ میں دیکھکر مقام محبت الٰہی میں ہزار تمنا اور رضا بخوشی تمام شہید ہوگئے تھے کہ امتحان فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ کا بھی مقام تھا اسی میدان شہادت موعودہ میں قتل ہوجانا انتہائی فتح و نصرت اور ظفر یابی جانتے تھے کہ سر بر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد الخ اور ازل ہی بحکم ازلی یہ میدان خاص واسطے شہادت انہیں شہدائے خاص کی تخصیص پاچکا تھا کہ اوس سے کنارہ کشی ہرگز باختیار خود ممکن نہ تھی جیسا کہ پیشتر مجملاً مذکور ہوا اور مرثیہ

کہ مفہوم فَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ بھی سوای شہادت کبری سے تکمیل اور اختتام کو پہونچگیا کما وقع
اور اگر فقط شہادت محض پر اکتفا ہوتی او سقدر زخم کاری واسطے شہادت کے کیا کم تھے اس ذبح عظیم
فدیہ راہ خدا کا مرتبہ شہادت پر کہین ارفع ہی اور شہادت کاملہ خود اسکی ضمن مین حاصل ہی جیسا کہ
منصوص اور مذکور ہو چکا ہی پس سب انبیا کیواسطے محض امتحان تھا بعد امتحان واقعی اسی دنیا مین اونکو
مدد بھی علی قدر حال پہونچی اور سبطرح کا غلبہ اور فتح اور کامیابی اور استیصال اور ہزیمت اعدا بھی حسب دلخواہ
حاصل ہوئی گویا اسی دنیا مین اجر بھی ملگیا بخلاف اسکی یہان تو تکمیل و اختتام جمیع مراتب شکر اور صبر اور رضا
اور تسلیم اور شہادت اور استقامت اور ذبح عظیم موعود او منصوص منتج اور موقت ہو چکے تھے نہ فقط امتحان
پس مدد پہونچنے کا کون مقام تھا کہ ہر یک حوران بہشت کو اپنا مشتاق اور منتظر دیکھکر بکمال ذوق شہادت
ایک دوسری پر جانبازی مین سبقت ڈھونڈہتا تھا وہان اپنی جان بچانی اور امداد غیبی پر کسکو نظر تھی کہ
شہید ہو جانا راہ خدا مین درحقیقت بحکم منصوصہ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ الخ حیات ابدی اور فتح
سرمدی جانتے تھے یہان جان بچانا اور کسیکی امداد خود منظور اور گوارا نتھی جیسا کہ اکثر روایا تمین امداد جن و ملک
خصوصاً زعفر جنی اور فطرس نامی فرشتہ کی متعارف ہے کہ آپ نے ہرگز منظور نہ فرمائی معہذا خود ایک ایک
شہید دشت کربلا واسطے ہزیمت تمام فوج اشقیا کے کیا کم تھا جیسا کہ مجمل مذکور ہو چکا ہے تاہم چنین
کنند روایت کہ شاہ دین ہمہ در رزمگاہ گشت مگر مقصد یقین بود اور قطع نظر اس کمال شجاعت اور
نامنظوری امداد جن و ملک کے یہان مثل اور انبیای سابق برعایت کمال رضا و تسلیم استمداد اور دعا جناب
آلہی مین کب کی تھی کہ مدد نہ پہونچی جیسا کہ تمام انبیای سابق کا سوای جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
کی باصرار و مناجات و الحاح و زاری تمام امداد چاہنا اور دعای افنای تمام کفار مانگنا کس تواتر اور توالی
سے ثابت ہی کہ محتاج بیان نہین اور یہان بخلاف اسکی ذوق شہادتمین خود ہتیار پھینک پھینک کر
جان دینے مین سبقت تھی مدد کیسی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ انبیای سابقین کو بقدر
امتحان اسی دنیا مین اجر بھی ملگیا کہ ع باکام دل آخر ہمہ ایام بسر شد ٭ تا زیست بآسایش و آرام بسر شد
اور اس تکمیل و اختتام فضائل کا اجر کہ شفاعت کبری او مقام محمود اور مقعد صدق تھا بہ اجر خاص دنیا

مین کب ہو سکتا تھا ع زینوجہ جزا لیش شدہ موقوف یعنی سے آن چیست جز امغفرت امت عاصی
وز جرم وخطا معذرت امت عاصی * یہ سبب تھا جین نہ پہونچی امداد غیبی اور نہ پہونچی فدیہ اور نہ کند ہوئی
خنجر تیغ اور نہ مرفوع ہوئی اور بیر آسمانکی ہوجہ اور منصوص معلوم ہوئی اب وجہ خود بخود غائب
ہو جانی چشمہ آب اور رک جانی ذوالجناح کی دشت ماریہ کربلا مین بھی معلوم
کرنا چاہیے کہ بحیلہ عالم اسباب محض فعل خاص آلہی واقع ہوا ذوالجناح کی ٹھہر جانی سے
ظاہر ہوا کہ صاف صاف فی پردہ عالم ظاہر مین اللہ نی آگاہ کر دیا کہ یہی مقام کربلا پیشتر سی بحکم ازلی
قرار پا چکا ہی بسبب قیام ذوالجناح کی اسکی توثیق کامل ہین شبہ نہ تا فا فہم وتدبر باقی رہا غائب ہوجانا
چشمہ آب کا یہ بھی گویا یاد دلا دینا اور آگاہ کر دینا خدا کا تھا تاکہ معلوم اور یاد آجاوی کہ یہ وہی وعدہ گاہ
قرار داد ازلی ہی تا خاص فعل آلہی بحیلہ عالم ظاہر دیکھکر مقام رضا و تسلیم اور صبر و شکر مین طبیعت اصلی اور
مستعد ہو جاوی اور کچھ تردد باقی نہ رہی اور اگر خشک ہو جاتا احتمال کثرت اخراج آب کا ہوتا خاص فعل آلہی پر
بظاہر کمتر نظر ہوتی اور مایہ تقویت طبائع بمقام صبر و رضا و تسلیم نہوتا معہذا جب اختتام جمیع بلیات واسطی تکمیل
مرتبہ صبر و رضا و تسلیم کی منظور آلہی تھا اور ایک بلا کا نام بنام کلام اللہ مین ذکر ہو چکا اور لفظ جوع کا بھی کلام اللہ
مین مذکور ہی اور بھوک کے ساتھ پیاس بھی لازم ہی پھر یہ امر خفیف کیون اوٹھہ رہتا چونکہ جناب سید الشہدا
علیہ السلام کو بسبب علم قرارداد سابقہ کی پیشتر سے خبر تھی اسواسطی آپنے شب ہشتم محرم سی خود ترک آب کیا
تھا چونکہ اور شہدای کربلا کو خبر نہ تھی اور آب سرد اور طعام لذیذ کا مزا ہنگام بھوک پیاس کی خوب معلوم ہوتا ہے
اور یہ بھی متفق علیہ ہی کہ خاص میدان شہادتگاہ مین حوران بہشتی جام کوثر و تسنیم سے لیے ہوئی منتظر شہادت
تھین اور شہدا کو قریب شہادت کی نظر آتی تھین پھر وہ جام کوثر چھوڑ کر آب فرات پر کسکو نظر تھی علاوہ
اوس ملال ہجوم آفات یا ورشدائد بلیات مین لاش پر لاش گرتی تھی سوای مرجانے اور جان دینے
کی بھوک پیاس کا ہوش کسکو تھا اسیواسطے اس پیاس کی شکایت سوای بعض اطفال صغیر اصغر معصوم
اور حضرت سکینہ کمسن کی کسی کی طرف سی مذکور اور منقول ہی خصوصًا واسطے تاثیر پذیری قلوب عوام اور
تشہید بکا کے زیادہ تر مضامین شاعرانہ مرثیہ مین بیان عطش انہین معصومین خاص کا اکثر ہے چنانچہ بطور بیان

بانو نے تب حضرت شبیر سے کہا
معلوم شد اشارہ ز آب سکینہ — تسکین نمی پذیرد و نے خواب میکند
تقصیر وار آپ ہین بچے نے کیا کیا — لیجا کے کافرونکو دکہاؤ اسے ذرا
شاید وہ ترس کہا کے اسے پانی پلا

گود مین لیکے اصغر معصوم کو امام
بانو بشاہ اصغر معصوم را سپرد — شبیر سوی فوج عدو طفل را ببرد
دکہلا عدو کو دور سے کرنے لگے کلام — تقصیر وار ہم ہین نہ بچو نسے کچہ ہی کام
اسکو تو ترس کہا کے پلا دو تم ایک جام

اصغر کا لاشہ لیچلے حضرت سلیمان اثر
پس تیر حرملہ شدہ ناگہ ز شست — بازوی شاہ و گردن معصوم را شکست
بانو جو روتی تہی در خیمہ منتظر — خوش ہوگئی وہ دیکہتے ہی شہ کو یکبیک
بولی کہ مجکو دو میرا معصوم آ گیا

بانو نے جبکہ گود مین اصغر کو لیلیا
فرمود شاہ اصغر معصوم را بگیر — سیراب خوب اصغر تو شد ز آب تیر
دیکہا جو خون سے تر تو کہا وا مصیبتا — بولی نہ تشنگی سے بچا یا نہیں گیا
حضرت نے زخم بازوی اقدس دکہا دیا

بانو کشید آہ مصیبتا و بر زمین — دیگر چہ گویمت کہ شد احوال آن حزین

بیان وجہ سر نہ طلب کرنے مدد غیبی

پس یہ اسرار حکمت اور مصلحت الہی اور وجہ معقول تہی جو مثل انبیای سابقین نہ خود بخود مدد غیبی پہونچی نہ آپنے طلب کی
نہ منظور بلکہ انکار کی نہ رفع علی السماء واقع ہوا نہ فدیہ غیب سے پہونچا کہ یہ خود ذبح عظیم فدیہ خاص خدا کا تہا نہ خنجر قاتل
مثل کار ذبح اسمعیل کند ہوا کہ فدیہ مقبول بلکہ مطلوب اور موعود تہا اور وہان فقط امتحان تہا ان سب کے
سوا ارباب طریقت اور حقیقت ایک وجہ اور بہی بہت نازک اور باریک سمجہتے ہین یعنی ارباب طریقت کے نزدیک
مقامات قرب الہی دو طرح پر منقسم ہوتے ہین ایک مرید ایک مراد ایک مخلِص بکسر لام ایک مخلَص بفتح لام پس
مرید اور مخلِص بکسر لام بمعنی طالب اور مراد اور مخلَص بفتح لام بمعنی مطلوب اسیطرح خلیل بمعنی عاشق طالب کے جیسے
مرید اور مخلِص بکسر لام اور محبوب بمعنی معشوق اور مطلوب کے جیسے مراد اور مخلَص بفتح لام پس شان مرید اور طالب
صادق کی یہہ ہی کہ جفای محبوب پر راضی اور متلذذ ہوا ور مقام رضا اور تسلیم مین ہرگز طلب ما و اسطے دفع بلا کے
نکرے بلکہ آہ اور اکراہ بہی نکرے اور کسی سے مدد نچاہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہنگام امتحان آتش نمرودی
ختم ہوا آخر کار اتنا کلمہ منہ سے نکلا کہ وَهُوَ كَالِيَمِّ بِحَالِي حَسْبِي مِنْ سُؤَالِي سے فوراً ہمہ آتش شدہ از حکم خدا نور
گلزار شد و نار مبدل شدہ با نور جیسا کہ مذکور ہوچکا اسی مقام سے اللہ تعالی خبر دیتا ہی کہ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيمَ
خَلِيلًا اور دوسرا اسکے مقابل مین مقام محبوبیت ہی جسکو مراد اور مخلَص بفتح لام کہتے

ہین جیسے وہ مقام عاشقی کا تہایہ مقام معشوقی اور محبوبیت کا ہے جیسا مقام خلت مین طلب دعا واسطے
دفع بلا کے منافی رضا و تسلیم کے ہے ویسا ہی اس مقام محبوبیت مین سوال اور دعا نکرنا اور سکوت کرنا ممنوع
ہے بلکہ مورد وعید اور طلب دعا کیواسطے بتاکید تمام حکم ہے اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ پس جسطرح حضرت ابراہیمؑ
پر مرتبہ خلت اور عاشقی کا ختم ہوچکا تھا اوسکے مقابلہ مین یہان مرتبہ محبوبیت اور معشوقی اور طلب دعا
اور سوال کا بحکم اُدْعُونِی الخ ختم ہوچکا تھا وہان دعا ممنوع اور سکوت یہان سکوت ممنوع اور
حکم طلب دعا کا وَالْفَرْقُ بَیْنَہُمَا ظَاہِرٌ اب منظور آلہی یہ مقتضی ہوا کہ دونون مرتبے خلت اور محبوبیت کے
اسی ذات خاص محبوب خاص پر تکمیل اور ختم ہون اسواسطے وہان مقام خلت اور سکوت مین
اتنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے نکال دیا کہ ہُوَ عِلْمُہٗ بِحَالِی حَسْبِی مِنْ سُؤَالِی یہ گویا مقام
خلت مین سکوت کی منافی ہوا کہ آہ کرنا نچاہیئے اور یہان مقام محبوبیت مین کہ حکم سوال اور
طلب دعا کا بتاکید اور سکوت منع تھا مگر بسبب رعایت مقام خلت اور سکوت کے باوجود اسقدر
شدائد ہجوم مصائب کے سوائے رضا اور تسلیم اور خوشی کے چین بھی پیشانی پر نہ آئی اور آہ بھی
نہ نکلی اور بحال شگفتہ روئی جان دینے مین سبقت تھی لیکن وہان اتنا باقی رکھا کہ سکوت تامہ نہوا
کہ محض امتحان تھا اور یہان باہمہ مقام محبوبیت اور حکم طلب دعا رضا و تسلیم اور خوشنودی سے
سکوت تام تھا کہ تکمیل اور اختتام تھا فافہم وتدبر چنانچہ اسی صبر و شکر اور رضا اور تسلیم کی ترغیب
بھی اللہ تعالیٰ نے بیشتر فرمائی کہ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ وَاسْتَعِیْنُوْا
بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اور اجر بھی آخر کو بلفظ صلوۃ اور رحمت اور اہتدا بیان فرمایا اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ
صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ فافہم وتدبر ؎ گر وہ طبع گر نبود
آن بلا نماند ✽ بروی چو صبر کرد نکردہ است ہیچ کار ✽ دریافت لذتی بہ بلا باز شکر کرد ✽ آن شکر
لذتست در اعتبر مدار ✽ آری چو کراہیت نفس راضی است ✽ این صبر و شکر را بود البتہ اعتبار
این صبر و این بلا ہمہ شد ختم بر حسین ✽ جز وی نصیب کس نشد این فتنہ زینہار

دفع دخل عذر ماتقدم اہل طبع کی طرف سے

ازبسکہ طبائع نوع بشر کی مختلف واقع ہوئی ہین سب طبیعتین ایکطرح کی نہین ہوتی ہین اسی سبب سے سب ادیان اور مذاہب مختلف ہین اور ہر مذہب مین باہمدگر اختلافات ہین یہی ایک کلام الٰہی ہے کہ ایک دین اور مذہب اسلام محمدیہ مین صلعم ہفتاد و سہ فرقہ مختلف اور متمسک اور استناد سب کا آیات قرآنی سے ہی بہت ہدایت پا اور بہت گمراہ ہوئے جیساکہ خود فرماتا ہے یُضِلُّ بِهٖ كَثِيرًا وَّيَهْدِي بِهٖ كَثِيرًا پس اس صورت مین اس کتاب اسرار کربلا کو ملاحظہ کرکے اکثر ارباب معانی فہم صاحبدل انصاف پسند تسلیم اور تصدیق کرکے بہرہ مند اور مستفیض ہوتے ہین اور بعض نوآموز ناکارآمد بدعوی تفسیر دانی تازہ برسر انکار اور اعتراض آکر مصنف کتاب کو نشانہ سہام ملام کرتے ہین اور حجت الزامی یہ قرار دیتے ہین کہ آیات مستندہ کتاب اسرار کربلا کا شان نزول اور ہی کسی مفسر نے سلف سے آج تک ان آیات کی شان نزول مین کربلا کا ذکر کہین نہین کیا یہ مولف اپنی طرف سے معاذ اللہ معانی آیات قرآنی مین بھی خلق تصرف کرتا ہے لہذا بادی النظر مین عوام ناواقف خام شریعت کے نزدیک ثبر استقام الزام کا ہوسکتا ہے کہ اگر عمل انصاف پسند انگیزی نہوتا بعید نہ تھا کہ مولف کتاب پر خروج کرتے اور واجب القتل قرار دیتے اسواسطے دفع دخل ضرور ہوا کہ مولف بیچارہ نے یہ نہین لکھا کہ ان آیات کا شان نزول یہی ہے بلکہ کمال بلاغت اور متانت رمز و کنایات کلام اللہ کے بیان کی ہے کہ ہرچند بظاہر شان نزول ان آیات کا جانب کربلا بصراحت نہین مگر تطبیق مضامین ہر جزئیات کی اوپر واردات کربلا کی کس طرح مطابقت واقعی ہے نہ یہ کہ اسی مقام خاص مین یہ آیات نازل ہوئی ہین یہ بلاغت اور متانت بیان کی ہے سو خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ✤ گفتہ آید در حدیث دیگران ✤ پس بظاہر اگر شان نزول ان آیات کا خاص واسطے کربلا کے نہین ہے کچھ قباحت نہین لازم آتی کہ اسی پردہ مین حال سب کربلا اور مال کار اسرار کربلا اللہ تعالی نے بیان کر دیا کہ لَا رَطْبٍ وَّلَا

یا بس الا فی کتاب مبین اسمین معاذ اللہ کچھ دخل و تصرف مولف کا نہین پایا جاتا بلکہ بلاغت اور نکات کلام اللہ کی بیان کئے ہین نہ دخل و تصرف مگر فہم ہر کس بقدر طینت اوست ہے من فہم فہم اسکے علاوہ کتاب مسلم الثبوت شرح قصائد تضوی نہج البلاغت کی سند اور نظیر بھی بجای خود مولف نے بیان کر دی ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سب واردات خاندان نبوت اور معرکہ کربلا تا آخر آل کا بنی امیہ اور یزیدیان مضامین معانی سورہ حمعسق مین ترتیب وقوعی مطابق واقع تطبیق دیتے ہین حال آنکہ شان نزول اون سب آیات کا اور ہی مگر مطابقت تامہ علی الترتیب اس سب واردات خاندان نبوت مین بھی پائی جاتی ہی پس اسطرح سی رموز اور نکات اور بلاغت مضامین قرآنی کے بیان کرنے مین معاذ اللہ دخل و تصرف آیات قرآنی مین نہین پایا جاتا بلکہ بیان کمال بلاغت کلام اللہ کا ہی فقط

فافہم و تدبر

خاتمۃ الطبع

خدای تعالی کا شکر و احسان کہ کتاب عجیب و نسخہ غریب موسوم بہ اسرار کربلا مولفہ سخنور فہیم دانشور با طبع سلیم واقف اسرار سخن کشایندہ عقدہ ہر نو و کہن دبیر الانشا منشی محمد ظہیر الدین خان بہادر بمطبع عالی قدر شناس شرف و توقیر اساس ہنر پرور فیض گستر صاحب مطبع و قار منشی نولکشور بادانش خداداد مین سنہ ۱۸۶۲ء بماہ مئی ۱۸۶۲ء بمقام لکھنو چھپکر ماتمیان نوحہ گران اہلبیت رسالت کو مبشر ہوئی فقط

اب صورت قبولیت اس کتاب کی بدیدۂ انصاف ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ ابتداے ذکر بیان اسکا سر صفحۂ اول مین ہے بسبب تنگی صفحۂ قرطاس کے ذکر تمام ملحقی اسکا اخیر کتاب پر بعد اتمام کتاب کے اوٹھہ رہا تھا لہذا محبان اہلبیت نبوت کو بدیدۂ دل ملاحظہ در کار ہے۔

پس اول سر صفحہ مین یہان تک بیان مرقوم ہے کہ مولانا محتشم علیہ الرحمۃ حسب ارشاد و ہدایت رویاے صادقہ کے یہہ شعر خواب مین پڑھتے ہوے بیدار ہوے کہ ع باز این چہ شورش است کہ در خلق عالم است ؎ باز این چہ نوحہ و چہ عزا و چہ ماتم است ؎ تا اینکہ اسی وزن و بحر مین چار بند کہے اور کہتے کہتے اس بند پنجم تک پہونچے کہ اوسکے اشعار مقبولہ یہہ ہین

مرثیہ

چون خون حلق تشنۂ او بر زمین رسید　جوش زمین بذروۂ عرش برین رسید

نزدیک شد کہ خانۂ ایمان شود خراب　از بس شکست ہا کہ بارکان دین رسید

نخل بلند او چو خسان بر زمین زدند　طوفان بر آسمان غبار زمین رسید

باد آن غبار چون بمزار نبی رساند　گرد از مدینہ بر فلک ہفتمین رسید

یکبار جامہ در خم گردون بنیل زد　چون این خبر بعیسی گردون نشین رسید

پر شد فلک ز غلغلہ چون نوبت خروش　از انبیا بحضرت روح الامین رسید

کرد این خیال وہم غلط کار کان غبار　تا دامن جلال جہان آفرین رسید

ہست از ملال گرچہ بری ذات ذوالجلال

اب یہان حضرت مولانا محتشم علیہ الرحمۃ لکھتے ہین کہ قلم دست دل سے گر پڑا اور مضمون بہت بلند پڑہ گیا اگر اس تمام بند مضامین عالیہ کو نکال ڈالتے ہین تو نہین بنتا اور اگر قایم رکھتے ہین تو معاذ اللہ نسبت ملال کی اوس ذات ذوالجلال کے طرف کسطرح ہو سکتی ہے اور خبر لفظ گرچہ کی جو اول مصرع مین ہے دوسرے مصرع مین کسطرح نکل سکتی ہے پس مولانا علیہ الرحمۃ لکھتے ہین کہ تین روز و شب اسی فکر و تردد مین خواب و خور بھی بلکہ زندگی تلخ ہوئی اور زیادہ تر تردد یہہ تہا کہ کسکی ارشاد ہدایت بنیاد سے یہہ چند بند خود بخود دل سے نکلے ہین کہ اب خامۂ فکرت دست دل سے گر پڑا اب کیا کیا جاوے اس حالت مین لکھتے ہین کہ خواب بہی نہین آتے جو بطور اول رویاے صادقہ مین کچھہ مدد پہونچے آخر روز سوم درمیان مغرب و عشا کے حالت درود وظائف اور تردد مین خواب کہان مگر کچھہ بیہوشی و غنودگی نما بیخودی سے ہو گئی کہ اوسی حالت جلسہ مین تمکل مبارک

جناب امیر علیہ السلام کی نظر آئی کہ مولانا لکھتے ہین کہ اوسی حالت مین مجھکو کسی نے پکڑ کر کھڑا کردیا اور لوگ
ہمنشینان گرد و پیش سمجھے کہ شاید وظیفہ سے فارغ ہوکر نماز عشا کو کھڑا ہوا ہی پس اسی حالت مین مجھکو یہہ
معلوم ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ ای محتشم مرثیہ فرزند لخت جگر با تمام کروی مین نے مدہوشانہ
وہی مصراع اول پڑہا کہ م ہست از ملال گرچہ بری ذات ذو الجلال * کہ یکبارگی ایک عجیب عظمت
اور فصاحت اور خوش الحانی سے آواز دلکش آئی کہ م او در دل است و ہیچ دلی نیست بی ملال * پس
مجھکو یہہ آواز خاص زبان مبارک جناب امیر علیہ السلام سے معلوم ہوئے اور اس مصرع کی سنتے ہوئے
چونک پڑا اور ہوش مین آگیا بلکہ جی اوٹھا مگر لوگ حاضرین وقت کہنی لگے کہ مصرع اول تمہارے زبان سے
ہم سب سنتی اور دیکھتے تھے باری وہ مصرع ثانی اس خوش الحانی اور لطافت سی آواز دلکش کسنے پڑہا تہا
وہ کہان سے آواز آئی تہی مین نے پوچھا کہ کون مصرع ثانی تب سب لوگ حاضر الوقت بی تامل مصرع
ثانی بیان کرنے لگے کہ م او در دل است و ہیچ دلی نیست بی ملال * تب مجھکو معلوم ہوا کہ ازیجاست
آخر ایک ساعت تو عجب وجد و حالت رہی کہ بیان نہین ہوسکتی تا اینکہ اوسی شب اور اوسی صحبت
مین بعد نماز عشا تمام بند تمام ہوئے کہ لوگون نے بطور ورد و وظائف کے خصوصًا روز عاشورہ اور اکثر
مجلس ہای ماتم امام علیہ السلام مین عبادةً اپنی اپنی الحان اور وجد و حال مین اسکا پڑہنا التزام کیا فقط
الحق کمتر کوئی ایسی صحبت دیکھی کہ جہان یہہ بند محتشم پڑہا گیا ہوا در حاضرین صحبت پر اثر اور بیقراری اور گریہ و
زاری طاری نہوا ہو پس یہہ تو حال صاحب تذکرۃ الشعرا بیاض کلیات مولانا محتشم سے اپنی تذکرہ مین
لکھا ہے اور تمام خاص و عام مین قبولیت بند محتشم اور ہفت بند کاشی اور واقعات مقتل کے مشہور و معروف
ہے کہ محتاج بیان نہین اب یہان اس کتاب مقدس اسرار کربلا کی ذکر خیر مین اس قبولیت بند محتشم کے
بیان سے یہہ مراد ہے کہ بعینہ اسی مضمون اور اسی مقام خاص مین مولف اسرار کربلا کو توارد ہوا کہ اسطرح
مولف اسرار کربلا نے بہی مقام شاعری مین تمام سب زمین و آسمان لوح و قلم شمس و قمر نجوم و روح ملک
زندگان و مردگان تمام بنی آدم مین سرایت غم و الم شہید کربلا امام علیہ السلام کی بلطف تمام ثابت کی ہے
جو کہ تمام سب حال شہادت کبری اور سب حال تفصیلی معرکہ کربلا کا علی الترتیب جسطرح کربلا مین گذرا ہے

تمامتر آیات اور اخبار قران سے واضح تر بیان کیا ہے یہان تک کہ تخصیص خاص نسبت تمام اشقیای کربلا کے
لعنت کرنا خدا کا اور تمام ملائک اور تمام بنی آدم کا اونکا فرہونا اون سب اشقیای کربلا کا تصریح تمام اور
تخصیص خاص اس آیت قرانی سے ثابت کیا ہے کَیْفَ یَھْدِی اللّٰہُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ
وَشَھِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اُولٰٓئِکَ
جَزَآؤُھُمْ اَنَّ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃَ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ خٰلِدِیْنَ
فِیْھَا لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ملاحظہ ہو کہ یہہ مضمون خاص کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ
وَشَھِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ الخ سوای اشقیای خاص کربلا کی کہان صادق آتا ہے
اور پہر ہرگز نہ قبول ہونا توبہ اون ملاعین اشقیای کربلا کی اس آیۃ کریمہ سے واضح تر لکہی ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ الخ پس اسطرح سے وجوب
اور ثبوت لعن یزید ملعون اور سب اشقیای کربلا پر کیسی نے لکہا ہے اور اسطرح سے تکمیل اور ترجیح اس مرتبۂ
شہادت خاص جناب سید الشہدا علیہ السلام کی آیات قرانی ستّ کسنے تطبیق دی ہے ان کی ہے اور یہہ
اس شہادت کبری کو خاص شہادت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس صراحت اور ترتیب قبل وبعد آیۃ کلام اللہ
سے نشان دی کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاۤئِنْ
مَّاتَ اَوْ قُتِلَ الخ ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دو نو باتین فرماتا ہے
اول اَفَاۤئِنْ مَّاتَ بعد اسکے اَوْ قُتِلَ یہان اہل دیدہ دل سے نگاہ درکار ہے کہ اللہ کو دوہری بات خبر مشتبہ
تا واقفانہ بیان کرنیکی کیا وجہ کہ یا موت سے مریگا یا قتل ہوگا پس اس طرز بیان سے سوا اسکے اور کیا پایا جاتا ہے کہ
اول موت سے مریگا کما وقع بعد اسکے قتل ہوگا کما وقع تمکی سبط الشہید المظلوم فافھم وتدبر یہان نکتہ
باریک سمجھنا چاہئے کہ قتل ہونی سے مرنا نہیں ثابت ہوتا ہے بلکہ حیات ابدی ثابت ہے کہ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ
یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ پس اسطرح سے اس شہادت جناب سید الشہدا کو عین شہادت
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ... اگر کوئی جرح یا اعتراض کرے یا معاذ اللہ ایسے نسبت شہادت
کو ہرگز شہادت قرار دیکر تبعیض یا طعن کرنے لگے سوا اسکے کیا سمجھا جاییگا کہ بہ ہنر بچشم حسود ان نبزرگتر عیب ہست

گلستان سعدی وو چشم دشمنان خار است ٭ ایسے آفتاب ہدایت پر خاک ڈالنی سے اپنی ہی آنکھون مین خاک پڑتی ہے
کہ ع نور عالم فروز چشمۂ ہور ٭ خوش نہ آید بچشم موشک کور ٭ اب اصل حکایت صورت قبولیت اس
کتاب محسود منکرین کی بیان ہوتی ہے کہ مولف اسرار کربلا نے بھی اولاً بتوفیق تمام اثبات شہادت
کا آیات قرآنی سے کرکے بعدہٗ تمام مضامین اور آثار غم و الم کی بطور براعت استہلال کی بطرز شاعرانہ کلام اللہ سے ظاہر
کرکے اور تمام سب کائنات عالم غیب شہادت پر علامات غم و الم کے ثابت کرکے زور شاعری اور آمد مضامین مین قریب
بارگاہ کبریا جل شانہ و تعالی کبریاؤہ علواً کبیراً تک نوبت پہنچ جاتی ہے یہان پہنچکر مثل مولانا محتشم کی قلم دست و لیے
کیا گرا بلکہ دل گر پڑا ہے اور اس شعر پر آکر خامۂ دل رک گیا ہے کہ ع غم حسین چو در سر درد عالم است تمام ٭ بری بود
فقط از غم اگرچہ ذات قدیم ٭ یہان بھی وہی لفظ اگرچہ مثل مولانا محتشم کی آئی ہے اس شعر کی جزا یہہ تقاضا
کرتی ہے کہ معاذ اللہ ذات قدیم کی نسبت بھی غم ثابت کرنا چاہئے یہہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ محال و غیر ممکن ہے پس یہہ تمام
یہانتک جو ایک مضمون خاص تہا وہ مولانا محتشم کے حصہ مین پہنچ گیا وہ جناب ولایت مآب علیہ السلام سے عنایت ہو چکا پس اگر وہی
مضمون محتشم کا یہان بھی لایا جاوے تو سرقہ یا استعارہ یا توارد سے خالی نہین یہہ تینون باتین معیوب و ممنوع ہین اور
استعارہ مین کچھہ لطف نہین کہ ع در بکر بستن مضمون عالی لطف نیست ٭ رنگ کم و بد ار کسی شد و خیالی بستہ را وہ
اور اوپر سے تمہید کلام سرایت غم و الم مین مولانا محتشم سے کہین زیادہ ترقی کی ہے کہ علاوہ طرز بیان ...
اور ایسی نظم وہی بلند مضامین عالیہ کی ترک بھی نہین ہو سکتی ہے کہ درحقیقت معجزہ کلام اللہ کا سمجھنا چاہئے لہذا ...
ترددات اور تحیرات مولف اسرار کربلا کی مولانا محتشم سے کہین زیادہ بڑہ گئی کہ وہان تو تین ہی روز و شب دو لکہا ہے اور یہان
تین مہینے تک مسودۂ اول ناتمام مطبع مین پڑا رہا اور چھپنا ملتوی رہا کہ آخر کو اوسی بارگاہ ذوالجلال والاکرام سے مضمون
جداگانہ القا ہوا کہ بعد تتمیم قطعۂ تمہید ماتم کے کہ آخر صفحہ نمبر ۱۳ دہم اس کتاب مین تمام ہوا ہے وہ شعر وہی سر صفحہ ۱۴ سطر
اول مین لکہا ہے پس اوسکے ملاحظہ سے صاحبدلان رمز شناس نکتہ فہم دقیقہ سنج کو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہہ مضمون عالی
مضمون محتشم سے جدا خاص اس قسم کا ہے در مقام واحد مین کار شنبہ نہین ہے بے شبہہ از جا و گر ہوں مین فہم فہم پس اس سے
زیادہ تر صورت قبولیت کی کون ہو سکتی ہے اسی قبولیت کا سبب ہے کہ مقبول دلہای عالم و عالمیان ہے کہ اہل مطبع کو
اسکے چھاپنے اور ہجوم خریدارون سے مہلت نہین ملتی کہ تین مرتبہ بتعداد دو ہزار نسخہ چھپ چکا ہے اور پہر غالب تر ہے

کہ بار چہارم چہاپ پڑہی اور دوسری وجہ قبولیت کی اس سی بہی غالب تر اور نمایان تر یہہ ہی کہ جسطرح شب قدر اور
مصحف عزیز اور وجود انبیا علیہم السلام کا سبب ملین اور مومنین اور اہل کتاب و اہل امت کی واسطی ہر گونہ مایۂ
رحمت اور ہدایت اور راحت اور مباہات کا ہے اور کافرون اور منکرون اور شیاطین اور لا امتی کی واسطے
مایۂ خسران اور خذلان اور حسرت اور کفران کا ہے اسی طرح اس کتاب معظم کا بہی حال دیکھا جاتا ہی کہ بسبب
کمال قبولیت دلہا مومنین کے مایۂ حسد اور اعتراض اور انکار اور اعراض منکرین شیاطین کا ہی کہ آفتاب جسقدر
روشن تر اور اوسیقدر دیدہ ہای خفاش پر شاق تر پس یہہ دو صورتین قبولیت اس کتاب مقدس مقبول کی ملاحظہ ہون
کہ ظاہر و باہر ہین فضلاً علیہ کہ تائیدات الٰہی اور مددہای غیبی جو مولف کتاب کو ہر موقع اور ہر مقام مین بجوابات منکرین
اور رفع تحیرات متحیرین لا یعلم کی مناسب ہر موقع اور مقام کی آیات قرآنی سے پہنوچی ہین ملاحظہ کتاب سے معلوم ہوتا ہے
کہ ہر انکار کے جواب مین ایک آیۂ قرآنی مدد کو موجود ہے کہ اوس سے رفع تحیرات مومنین لا یعلم کا بہی بخوبی ہو سکتا ہی گویا
خدا جواب دی رہا ہی یہہ امداد قرآنی ہر جگہہ اور ہر مقام پر حسب موقع مناسب ہر مقام کے بجز سوا تائید خاص الٰہی کے
کب ہو سکتی ہی اس سے زیادہ تر دلیل کمال قبولیت کی کیا ہو سکتی ہی پس خبر مضمون شہادت شہدای بدر کی یہہ آیۂ
دیتا ہی کہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ الخ
الی آخرہ پس یہہ تو خبر شہادت شہدای بدر کی بصیغۂ جمع ماضی بلفظ قُتِلُوْا خبر بعد الوقوع بعد قتل کے ہی اب اس سے
جدا او تخصیص خاص کی ساتہہ خبر شہادت جناب سید الشہدا علیہ السلام کی ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالی خبر آیندہ قبل الوقوع
کی بصیغۂ واحد مضارع مستقبل بلفظ مَنْ يُّقْتَلُ فرماتا ہے یعنی جو شخص آیندہ کو قتل کیا جاۓ گا اوسکو اموات نہ کہو
بلکہ زندہ ہی و لیکن تم لوگ نہین سمجہتی ہو جیسا کہ فرماتا ہی لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط
بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ط پس اب اندکی دیدۂ دل سے ملاحظہ درکار ہے کہ یہہ خبر شہادت
آیندہ کی سوا اس شہید مظلوم علیہ السلام کے کہان صادق آتی ہے اسکے سوا تخصیص اس شہادت کبری کی عین
شہادت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب قبل و بعد بلفظ اَفَاۗىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ سے کس صراحت
اور بلاغت کی آیۂ قرآنی سے ثابت ہوتی ہی کہ جسکی شرح اس رسالہ مین بجا خود مرقوم ہے یہہ مضمون خاص محض حصہ
اسی مولف کا سمجہنا چاہئی کہ کمتر یہہ رمز نکتہ باریک کسی مفسر کو سوجہا ہی پس اسی کو محض تائید غیبی من جانب اللہ کہتے ہین

اس سے زیادہ تر صورتین قبولیت اس کتاب مقبول کی کیا ہو سکتی ہین کہ ہر مضمون کی مدد و تعدد کی طرف سے یہی وہان
مولانا محتشم علیہ الرحمۃ کی مدد و بوسیلہ خواب رویائے صادقہ ہسی تھی اور یہان اوسکے مقابلہ مین عالم بیداری مین شعر ہی
مرقومہ سر صفحہ ۱۴ اوہی تواتر و مضمون مین بمضمون جداگانہ حصہ خاص مولف کا تبلقائے الٰہی سمجھنا چاہئیے کہ ایسا
مضمون باختیار بشری نہین ہو سکتا ہی فضلاً علیہ کہ یہہ سب تائیدات آیات بینات قرآنی سے اوسپہ مزید ہے
ھذا من فضل ربی اب ایک شبہہ بڑا اختلاف عقاید مذہبی کمال مائیہ تحیر کا یہہ باقی رہا تہا کہ
اگر بمفاد واللہ خلقکم وما تعملون اور بحکم یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید خالق فعال
عباد کا اور فاعل مختار خدا کو سمجھتے ہو پہر یزید اور شمر اور شیطان پر کیون لعنت کرتے ہو کہ فاعل اسکا وہی فاعل حقیقی ہے
ما شاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن ط بدون حکم اوسکے ذرہ بہی جنبش نہین کر سکتا کہ لا تتحرک
ذرۃ الا باذن اللہ ط پس مولف کتاب اسی مضمون کو بآیات واحادیث اور دلائل عقلی ونقلی ہر طرح کی
قوتین دے رہا ہی کہ اللہ تعالیٰ پہلے سے بقید تمام مصائب قبل الوقوع اپنے حبیب کو خبر دے چکا ہے کہ یہہ یہہ واقعات
کربلا مین واقع ہونگے یہان تک کہ چشمہ چاہ جو مین درمیان خیمہ کربلا کا تاریخ ہشتم محرم مین خود بخود خشک نہین بلکہ
غائب ہو گیا اور اسپ شاہ کربلا کا بہی باوجود دوادوی تمام شب کے پہر اوسی خاص معرکہ قتلگاہ کربلا مین ٹہرا ہو گیا
کہ مولف لکھتا ہی بیت ہر گہ گروہ چند زکوفہ بماند راہ ؛ در عین راہ خود بخود استاد اسپ شاہ ؛ اور پہر جب بعد دوادوی
تمام شب کے اسپ شاہ کا تہم گیا یہان مولف لکھتا ہی کہ ع ناگاہ بانہر کب حضرت بایستاد ؛ گویا پیام مرگ خدا بہیجا
فرستاد ؛ پہر یہہ سب فعل خاص خدا کا نمایان اور ظاہر تر بدون حیلہ عالم اسباب کہ مولف کتاب کا موجب اور مدلل بیان
کرتا ہی گویا یزید کو کیا بلکہ شیطان کو بہی مولف نے بری اور مجبور ٹہرا کر سب الزامات معاذ اللہ خدا کے نسبت ٹہرا دیتے ہیں
پس جہلا نافہم ناخواندہ کم استعداد فقط ایک ہی مضمون بیک طرفی لا تقربوا الصلوٰۃ کو دیکہہ کر اوسکے آگے لفظ انتم
سکاریٰ کی جوابات موجبہ کو نہین دیکہتے فقط یہی لا تقربوا الصلوٰۃ کو دیکہہ کر کے جو منہہ مین آتا ہے بکنے لگتے ہین کہ
مضمون تنہا پیش ناقصی کو سنکر بعض خواص بہی تمام کتاب کو کمتر دیکہتے ہین اور کیا عجب کہ یہی ظنا بیجا میانہ
مولف کیطرف سے سمجہ کر اپنے دلون مین بہی بد عقیدہ ہوئے ہون پس اسواسطے بنا بر رفع سوء ظنی ناواقفون سے
اہل مطبع کو اسکا چہاپنا زیادہ تر ضرور ہوا کہ ارباب واقف وعیان ان بعض الظن اثم مین نہ مبتلا ہوون ع

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ۞ وگر خاموش بنشینم گناہ است ۞ پس ای عزیز معلوم کرنا چاہیے کہ ؎ چو بشنوی سخن
اہل دل مگو کہ خطا است ۞ سخن شناس نۂ جان من خطا اینجا ست ۞ آپ ایسا ظن فاسد نہ کیجیے اون کیطرف سے
وہ یون سے نکالو والنساء چاہیے کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا آیا ہی لہذا جوابات اون سب شبہات
کے کہ مضامین اسی کتاب مقدس سے استخراج کیے ہین ہر مذہب و ہر طریق کی طرح پر سمجھہ لینا چاہیے جواب ہر شبہہ
اور تحیر کا موافق ہر فریق اور مذہب کے ملاحظہ ہو پس وہ مذہب جسمین بندہ کو فاعل مختار سمجھتے ہین
وہان کچھہ اشکال نہین کہ کھلا کھلی یزید اور شیطان اور سب اشقیاء کربلا ملعون ابدی ہین محتاج دلیل او حجت کے
نہین عیان را چہ بیان اور وہ مذہب جسمین اللہ کو خالق افعال خیر و شر کا قرار دیتے ہین اور بندہ کو کاسب لَهَا
مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ وہان جب کتاب بندہ کا عقیدہ ہوا تب لے شبہہ بحکم عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ
یزید اور شیطان اور اشقیاء کا ملعون ہونا مسلم ٹھہرا یہی مذہب اس کتاب کا بھی معلوم ہوتا ہی باقی رہا وہ مذہب
جبریہ ہمہ اوست اور ہمہ از وست جو بندہ کو قطعاً مجبور محض سمجھتے ہین سب وہی کا فعل عقیدہ کرتے ہین کہ ؎ اگر عز و جاہ است
ور ذل و قید ۞ من از حق شناسم نہ از عمرو زید ۞ یہان البتہ متکلمین با واقفون کو ہمیشہ سے گفتگو ہای دور دراز ہین کہ اوسکے
بیان مین دفتر ہا لبریز ہین اور اب تک اختلافات باقی ہین اوسکی شرح کہان تک بیان کیجایی کہ محتاج بیان نہین مگر اس مقام
خاص ما نحن فیہ مین مولف رسالہ ہذا نے بڑا کمال یہی کیا ہی کہ اسکا بھی جواب عاقل پسند ایسا لکھدیا ہے کہ اہل مطبع کا بھی
شبہہ رفع ہو گیا اور بلکہ باعث قوی تر واسطے جانچ اس رسالہ مقدسہ کی یہی سمجھنا چاہیے کہ مولف نے اون دونون جوابات
مذکورہ اول کیطرف چندان التفات بھی نہین کیا ہے کہ ظاہر ہین اون دونون عقیدون کی موافق بے تکلف شیطان
اور یزید اور سب اشقیاء کربلا ملعون قطعی ہین مگر اسی عقیدہ ہمہ اوست اور ہمہ از وست مین کلام ہے کہ وہ بحکم
كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ سب منجانب اللہ سمجھتے ہین اور انسان کو مجبور قرار دیتے ہین لہذا حضرت مولف نے
اسی جواب خاص کو کہ بظاہر مشکل تر تھا واضح تر لکھدیا ہے یعنی جب سب کا فاعل مطلق اور وہی فاعل حقیقی کو عقیدہ کیا کہ
فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ پس اوس فاعل مختار نے ایک کو مقبول ازلی کیا
اوسکے ظہور عالم اسباب کے واسطے سب مراتب صبر و شکر اور رضا و تسلیم کے اوسپر ختم کرنا منظور ہوا ایسے ظہور صبر
و شکر اور رضا و تسلیم کے واسطے سب طرح کی مصیبتین اور امتحانات بھی اوسپر ختم ٹھہری اور اوسکے مقابلہ مین

تکمیل مظلومیت کیواسطے ظالم اشقیا کا بہی ہونا مسلّم ٹہرا کہ وقوع مظلومیت کیواسطے ظالم کا ہونا بہی ناگزیر ہے
پس جب فاعل مطلق نے اون برگزیدہ مقبول ازلی پر سب مراتب سعادت ابدی کی ختم کئی اوسی فاعل کل نے اونکے
مقابل مین سب مراتب شقاوت کو طرف مقابل پر ختم کیا یہی معاملہ شیطان کا حضرت آدمؑ کی ساتہہ سمجہہ لینا چاہئے
پس جیسا کہ بحکم یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ شیطان پر لعنت کہنی کی واسطے احکام منصوصہ بالاتفاق ہین اسیطرح یزید
ملعون اور سب اشقیای کربلا پر بہی لعنت کرنیکا سب انسان اور ملائک کو اوسی حاکم حقیقی فاعل مطلق کا حکم ہے
اور آپ بہی لعنت کرتا ہے جیسا کہ بتوضیح وتصریح تمام اس رسالہ مین بجای خود لکہدیا ہی لہذا موافق ہر فریق
اور ہر مذہب کی یزید اور سب اشقیای کربلا ظالم اور ملعون ابدی کہلے ہوی ہین اوسکو مولف کتاب نے زیادہ تر
قوت دی ہے کہ نص قطعی آیات قرانی سے بہی لعنت ابدی خدا اور تمام نوع بشر اور ملائک کی بصراحت و بہ
تخصیص تمام لکہدی ہی اب یہان کوئی بندہ یہہ نہین کہہ سکتا ہی کہ شیطان اور یزید کو کیون مردود اور ملعون ابدی
کیا اور آدم اور امام علیہما السلام کو کیون مقبول ابدی کیا کہ سب افعال خیر و شر اوسی خدا کی ہین اسکا جواب یہی سمجہنا
چاہئے کہ یہہ بہی سب افعال اوسی خدا کی ہین کہ ع یکی را بسر برنہد تاج بخت * یکی را بخاک اندر آرد ز تخت * شیطان کو
باہمہ طاعات و عبادات مردود ابدی کیا اور آدمؑ اور بنی آدم کو باہمہ طغیان معاصی مقبول اور برگزیدہ فرمایا بخلاف
اسکے اس معرکہ کربلا کے ثواب عقاب مین تو یہہ بہی مقام کلام کا نہین ہو سکتا ہی کہ طرفین کو موافق اعمال کے جزا اور سزا
بجای خود ہے فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس وہ فریق ہمہ اوست اور زندیق
جو تمام مخلوقات جن و انس و ملائک کو قطعاً مجبور بحت عقیدہ کرتے ہین ایسے بڑے بڑے لوگ منتہی اور کاملین گذر گئی ہین کہ جنکے
اس طرحکے اقوال اور عقائد ہین کہ ع خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ * خود کوزہ فروش آمد * خود بر سر آن کوزہ
خریدار برآمد * بشکست و روان شد * سعدی علیہ الرحمۃ جو کار افتادہ مسلّم الثبوت بالاتفاق ہین وہ اپنا قول اور عقیدہ
یہہ فرماتا ہین کہ ع نیز دو من از شرک پوشیدہ است * کہ زیدم بیازرد و عمرم بخست * اگر عز و جاہ است و ور ذل قید *
من از حق شناسم نہ از عمرو زید * اب ایسی قول اور عقیدہ کو ہر طرحکی قوتین کلام الہی سے ملاحظہ فرمانا چاہئے ومنہا
قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ومنہا لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط ومنہا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ
ومنہا یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ ومنہا مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ یَشَاْ لَمْ یَكُنْ

ومنها ارادة الله غالبٌ علی ارادة الناس ط ومنها ما تشاؤن الا ان یشاء الله
رب العالمین ومنها ان الله بالغ امره قد جعل الله لکل شیء قدرا ط ومنها
الله خلقکم وما تعملون پس یہہ سب قوال وسن فاعل حقیقی کے ہین اسکا کوئی مناقض اور ناسخ نہین اور یہی
سب عقائد اور اقوال کاملین خواص کے ہین جیسا کہ بالاجمال بالا مذکور ہی طرفہ تر یہہ کہ یہہ تو سب اقوال اور عقائد ہین
کہ جسمین لوگ طرح طرح کی تاویلات اور گفتگو کر کے مذاہب مختلف ہوگئے ہین جیسا کہ کار افتادہ کہہ گیا ہی کہ شعر
ہفتاد و سہ فرقہ در رہش می پویند ❀ در کعبہ و دیر ہا بجا میجویند ❀ سر رشتہ حق بدست یکطائفہ ہست
باقی بتکلف سخنی می گویند ❀ اور حدیث شریف بہی اسی مضمون خاص کی موئد ہی کہ ستفترق امتی علی
ثلث و سبعین فرقۃ کلہم فی النار الا واحد پس اس لفظ الا واحد اسی سوا اور ویسان کامل جدید
کے اور کون مراد ہو سکتا ہی اور انہین کاملین خواص کی وہ عقائد اور اقوال ہین جو بالا مرقوم ہین اور انہین عقائد
اور اقوال کی تقویتین آیات قرآنی سے بالا مرقوم ہو چکی ہین فضلاً عملیہ کہ قران مین فقط اقوال متواتر اوس فاعل حقیقی
کے ہین اور اس معرکہ کربلا مین کروا ہین کہ قرار واقعی آنکہون سے دکہا دیا اور بواقعی جتا دیا اور بدون حیلہ عالم اسباب
کے کہول دیا کہ یہہ سب ہم کرتے ہین اور ہمارے یہہ سب فعل ہین یعنی صحن خیمگاہ کربلا مین جو چاہ پر آب کندہ کیا تہا
اور سب ہمراہیان امام علیہ السلام غرہ محرم سے تا شب ہشتم اوسی آب چاہ سے سیراب ہی وہ چشمہ خود بخود شب ہشتم محرم
سے خشک نہوا بلکہ غائب ہو گیا کہ خشک ہونے سے خاص فعل الٰہی پر نظر نہوتی بلکہ حیلہ اسباب ظاہر کا بسبب اخراج آب کے
احتمال ہوتا پہر اسیطرح دو مرتبہ استشاہ کربلا علیہ السلام کا باوجود رواروی تمام نشیب کے اوسی جگہہ خاص قتلگاہ پر ٹہرا
ہو جانا یہہ بہی سوا فعل خاص خدا کے عالم اسباب کا کون حیلہ ظاہر تہا یہہ گویا کہلا ہوا اللہ کا آگاہ کر دینا ہوا کہ خبردار
باش مقام موعود ہمین است پس اسجگہہ بدون حیلہ عالم اسباب کے اللہ نے جو اپنا فعل خاص ظاہر کر دیا اور پردہ عالم اسباب
کا اوٹہا دیا اسمین جو مصلحت الٰہی ظاہر ہوئی ملاحظہ کتاب سے معلوم ہو سکتی ہی جیسا کہ مرثیہ جامع مین لکہا ہی کہ شعر
پہچان او سجگہہ کو نشان خیام سے ❀ خیمہ اوترے وہین شہ خوش خرام سے ❀ بولی نہین سفر ہی ہمین اس مقام سے
تہے سن چکے امیر علیہ السلام سے ❀ در کربلا چو باز شہ کربلا رسید ❀ آمد یقین بشاہ کہ بیشک بلا رسید ❀ اس سے
یہہ بہی پایا گیا کہ حضرت امام علیہ السلام نے حضرت امیر علیہ السلام سے یہہ سب خبر مشیت الٰہی کی سن چکے تہے جنانچہ قبل

گم ہونی چاہ پر آب کے حضرت امام علیہ السلام نے شب ہشتم سے ترک آب کیا تہا پس اسصورت اور اس عقیدہ سے سبحان
خدا کا ٹھہرتا ہے اور یزید اور شیطان کیا بلکہ سب اشقیا اور کفار اور ملاعین منصوصہ بھی بیگناہ ہو کر بچے جاتے تھے اور سب
ثواب عقاب بہشت و دوزخ کا باطل اور لغو ٹھہرتا ہے پس یہان کمال حضرت مولانا مولف سلمہ اللہ نے یہہ کیا ہے کہ اس
عقدۂ دشوار فہم مالاینحل کو حل کر دیا ہے اور اسی عقیدہ مشکل کی راہ سے ملعون اور معذب دائمی اور خلود فی النار
سب ملاعین اشقیا خصوصًا یزید ملعون اور اشقیای کربلا کا احکام منصوصہ اور یہی فاعل حقیقی ہیں ثابت کر دیا ہے خصوصًا
وجہ اور مصلحت الہی جو گم کر دینی چاہ پر آب اور روک دینی اسکا شاہ کربلا مین اور پھر ظاہر کر دینا یہہ فعل اپنا بدون حیلہ ظاہر عالم
اسباب کے اسمین جو مصلحت اور حکمت الہی اور جو بیان ستر تہین اونکو حضرت مولف نے اس لطف و خوبی سے بیان
کیا ہے کہ دل پر اثر ہوتا ہے اور طبیعت قبول اور وجد کرتی ہے ایسے اسرار حکمت ہای الہی بدون قبولیت حضرت الہی
الہی کے کمتر کسیکو معلوم ہو سکتے ہین کہ اسی قبولیت کی تاثیر سے طبائع صاحبدلان ارباب معنی کی محو عقیدت مخاطبا
مولف کتاب کی ہین کہ جب مرتبہ اول یہہ رسالہ اسرار کربلا چھپا تہا قریب سات سو خطوط منازل دور و دراز سے
بہزار عقیدت اور تمنا بدرخواست طلب اس کتاب کے آگئی تہے کہ دوسرے مرتبہ چہپانا ناگزیر ہوا بار دوم جبکہ چہپ کر مشہور
ہوا گیا اشتیاق مومنین محبان اہلبیت کا بڑھتا گیا کہ پھر اوسیقہ خطوط مشتاق تمنای طلب و بکمال تعطش مطبع مین آنے
کو بار سوم نوبت طبع کی پہنچی جیسا کہ پیشتر مرقوم ہو چکا ہے پس ایسی کتاب مسلم الثبوت موجہ اور مدلل منصوص مستند
آیات قرآنی سے جسکو تمام صاحبدلان عالم بصد عقیدت اور تمنا بجان و دل تسلیم اور خواہش کر کے اسقدر خریداری
کرین کہ تین مرتبہ چہپنے کی نوبت پہنچی اسکو اگر عوام جاہل ناخواندہ نہ سمجھین معذور ہین لیکن اپنی نافہمی سے اگر مولف
کو الزام دیوین یا معاذ اللہ منکر شہادت کبری کا بہتان کرین پس انصاف درکار ہے کہ یہہ سانحہ کربلا سنہ ۶۱ ہجری
مین واقع ہوا اوس وقت سے تا حالت تحریر کہ سنہ ۱۳۲۲ ہجری ہین بارہ سو اکسٹھ برس تمام ہوتی ہین اسی بیان حال خاص
معرکہ کربلا مین صدہا تصانیف نظم و نثر اور لاکھوں مرثیہ سلام ترجیع بند لوگ لکھتے چلے آئی ہین مگر اسطرح سے از روی
آیات قرآنی موجہ اور منصوص اور مستند کمتر کسی نے اسمضمون کو لکھا ہے پس ایسے کتاب مسلم الثبوت مستند آیات
قرآنی سے جسکو تمام صاحبدلان عالم بصد تمنا منازل دور و دراز سے اس شغف سے خریداری فرما دین کہ تین مرتبہ
نوبت چہاپنے تعداد کثیر کی پہنچی ایسے مضامین دقیق عالیہ کو اگر کوئی جاہل عامی نہ سمجھے یا نہ سمجھ سکے کہ ایسی مولف

مقدس کو معاذ اللہ منکر شہادت کا قرار دیوے یا تنہا پیش قاضی اپنے خطاے فہم کو نہ دیکھے اور مولف پر الزام
دیوے کہ مولف معاذ اللہ یزید اور سب اشقیاے کربلا کو گناہ سے اور لعنت سے بری کرتا ہی اور سب فعل خدا
کے ٹھہراتا ہے پس ایسا جاہل معکوس فہم لائق جواب و خطاب و التفات کے کب ہو سکتا ہے مگر عقلاے
محتاط کو چاہئیے کہ فقط بسماعت اقوال جہلاے کج فہم بازاری کے ایسے مصنف کی طرف سے بدگمان نہ ہوویں کہ اِنَّ
بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ آیا ہی اور ایسا ظن فاسد کبھی مفید یقین کا نہیں ہو سکتا ہی کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِی
مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا خدا نے فرمایا ہے خصوصًا مومنین کے نسبت ظَنُّوا بِالْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا وارد ہی کہ اگر کوئی امر لغو
بھی ہو تو اوس سے بکریم گذر کرنا چاہئیے کہ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا آیا ہے
چہ جائے کہ بدگمان ہو کر گنہگار ہونا خصوصًا ایسے وقت میں بمقابلہ منکرین سب فریق محمدی ہفتاد و سہ فرقے کا بالخصوص
فریقین امامیہ اور حنفیہ کو باہم اصلاح اور موافقت چاہئیے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ
آیا ہے ہاں جو کچھ مضامین جوابات اعتراضات منکرین عقلی اور نقلی در پردہ دفع تحریرات آیات منصوصہ کلام اللہ سے
مولف نے موجہ اور مستند لکھے ہیں اون میں اگر کچھ ہیچ یا سقم یا ضعف یا ایراد ہو تو برادران مومن کو چاہئیے کہ اپنے
برادر مومن کے بمقابلہ منکرین کی تقویت اور مدد او سکی تائید کریں کہ اہل مطبع اسکو بھی چھاپ سکتے ہیں نہ کہ اپنے برادر مومن
کی تکفیر اور تحقیر اور تعریض بمقابلہ منکرین غیبت میں کر کے مصداق كَاَنَّهٗ يَاْكُلُ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا ہو کر گنہگار ہوں
چنانچہ اوسی مضامین اسرار کربلا کی تائید اور تقویت میں ایک کتاب اور بنام اسرار النبوت تالیف اس مولف کی بھی
مطبع میں چھپ کر وقف عام ہو چکی ہی اب پھر بار دیگر بنظر کثرت خواہش خریداروں کے معرض طبع میں ہے جس طرح
بمزید احتیاط اس کتاب اسرار کربلا میں افکار ہاے منکرین کو در پردہ تحریرات بیان کر کے جوابات اوسکے بمزید احتیاط
بلفظ دفع تحریرات بیان کئی ہیں اوسی طرح اوس کتاب اسرار نبوت میں بھی در پردہ وجوہ سبب تالیف کتاب کے جوابات
اعتراضات اور افکار ہاے منکرین کے نہایت موجہ اور منصوص اور مستند آیات قرانی سے بدلائل عقلی اور نقلی بیان
کئے ہیں اوسمیں بڑے بڑے اعتراضات قویہ منکرین کو در پردہ بیان وجوہ تالیف کتاب بدلائل عقلی اور نقلی باستناد
آیات قرانی رد کیا ہے جو کہ منکر نبوت کا ہے قران کا بھی منکر ہے کہ کلام خدا کا نہیں جانتا بلکہ معاذ اللہ تصنیف
محمد صلے اللہ علیہ وسلم سمجھتا ہے ایسا شخص کہ جو آیات قرانی کو بھی نہیں تسلیم کرتا ہے اوسکو جوابات ودلائل عقلی سے رد کیا ہے

اور جو کچھہ مسلمین ضعیف الاسلام کے دلون مین بسبب لاعلمی کے اونکے اعتراضات ابلہ فریب سے احتمالات شبہات
اور تبدیل مذہب کی قوی تر تہی اونکو آیات قرانی سے دفع کرکے ہدایت قوی کی ہے اور بر سبیل سخن اصل اسرار کربلا
کے مضامین کی بہی اوسمین تقویت کی ہی کہ نعم البدل مولود شریف کی بہی متفق علیہ فریقین ہے اوس کتاب
کے دیکہنے سے مرتبہ قبولیت اور مقام مولف کا معلوم ہوتا ہے کہ بدون تائیدات تعالی و وہبی الہی کی ایسے
مضامین اور طرز بیان نظم و نثر کا ظہور نہین ہو سکتا کہ اتبک ایسے مضامین تاریخ بیان حقیقت اور ماہیت
شان محمدی کی کبہی کسی کتاب مین نہین دیکہی گئے لہذا اس مرتبہ کی آدمی کی طرف سے عقلای مہذب محتاط
کو بدگمان ہونا نہ چاہیئے پس یہہ سب صورتین قبولیت کتاب و مویّد من اللہ ہونے کی جو ظاہر اور باہر ہین بیان
کی گئین اور بعض اعتراضات عالمانہ بجانب مولف کتاب کے اسطرح تہی کہ صدہا تفسیرین مفسرین کاملین سابقین
کی بشرح و بسط اور توضیح تمام موجود ہین کہین کسی مفسر نے اس معرکہ کربلا کی خبرین اور شان نزول ان آیات
کا پیچ بیان حال اس معرکہ کربلا کی نشان نہین دی ہی یہہ مولف اسرار کربلا کا معاذ اللہ اپنی طرف سے آیات کلام اللہ
مین معانی پہناتا ہی گویا معاذ اللہ خدا پر افترا کرتا ہی لہذا بحکم فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا سزاوار سزا
کا ہے فقط پس جو کہ یہہ اعتراض بادی النظر مین بجا اور معقول عالمانہ معلوم ہوتی تہی لہذا اہل مطبع نے بنظر
دفع دخل کے بر وقت طبع ثانی صفحات اول و آخر رسالہ مین اسکا جواب معقول اور موجہ چہاپ دیا تہا کہ اسمین بہی
اوسکی نقل بجنسہٖ صفحات اول و آخر مین موجود ہی جب بعد ہشت سال پس از انطباع ثانی مولف اس رسالہ کو بجلدوے
حسن تالیف کسی کتاب اردو کی سرکار قدر شناس گورنمنٹ مغربی شمالی سے صلہ گران بہا مع زر نقد معہ تحسین
مضامین کمال عزت افزائی دربار عام مین مرحمت ہوا یہہ دیکہہ کر کسی جاہل ناخواندہ بازاری نے بہی دعویٰ وکالت
نبی آخر الزمان کا کرکے کچہہ مہملات چند کی قافیہ تنگ ملا کر کاغذ سیاہ کیا کہ سو انچہ مردم میفہمند لوزینہ ہم ما اوسکو جو
مولف اسرار کربلا نے سمجہایا کہ تمکو اگر اس پردہ مین زر کشی حمقای زمانہ سے منظور ہے پس بہیک مانگنے کی اور بہی
اور بہی صورتین ہین بارے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و سلم پر افترا وکالت کا کرنا کب روا ہے اور جناب کا کون مقدمہ
کس محکمہ عدالتمین دائر ہے جو تم ایسے جاہل ناخواندہ کو وکالت کی حاجت ہوئی اور اگر معاذ اللہ تم اپنے تئین مثل
مختار عام کے سمجہتے ہو تو گویا وکیل مطلق کا سب قول و فعل بعینہٖ قول و فعل موکل کا عقیدہ کرنا لازم آتا ہے معصومین

گویا در پردہ دعوی وکالت دعوی نبوت مثل مسیلمہ کذاب کی پایا جاتا ہی اس صورت مین شارع کا کیا اور طریقہ حکم ہے
اسکے جواب مین اوس مدعی وکالت نی مبہوت ہوکر یہہ جواب دیا کہ مجھکو اس پردہ مین تمسے کچھہ زرکشی نہین منظور
ہی کیہ اسقدر زر فلان فلان سے بطور چندہ کے بابتہ مصارف قائم کرنے مطبع رد النصاری کے لے چکا ہون مگر چونکہ
ناخواندہ فقط اُردو کا حرف شناس ہون اسواسطے تمسے مدد کتابی چاہتا ہون کہ حجت دلائل کتابی سے پادریان
نصاری کے اقوال کو باطل کرکے ایک کتاب اُردو عام فہم مرتب کرکے چھاپ دون تاکہ ہر کوچہ و بازار مین پہرجو
عوام بازاریون کو پادری لوگ بہکاتی ہین اونکا اغوا پیش نہ جاسکے غرضکہ اسی حیلہ و فریب سی یہہ کتاب اسرار کربلا
اُردو اس نظر سے مولف نی اوسکو دی کہ اسمین بمزید احتیاط انکار اور اعتراضات منکرین کو در پردہ تحریرات بیان کرکے
جوابات بہی بطور دفع تحریرات کی لکھے ہین کہ سمجھنے والی خوب سمجھتے ہین اوسی مدعی وکالت نی جب کوئی مقام گرفت اور
الزام دہی کا نہ پایا اونہین تحریرات کو انکار شہادت کا الزام نسبت مولف کتاب کے قرار دیکر کوچہ و بازار مین جا بجا
بکنا شروع کردیا کہ فلان کس شہادت کا قائل نہین اسی سبب سے عوام کے جو منہ مین آیا بکنے لگے اور بعض خواص
منصف نی متعجبانہ مولف سے تحریرًا اور بیانًا اور تقریرًا کہا اور بعض نی مطبع سے اسرار کربلا طلب کرکے ملاحظہ
کیا اور مولف نی اکثر استفسار کرنیوالون کے جواب مین ایک نسخہ رسالہ کا بلا قیمت دیدیا یہان تک کہ مقام
کلکتہ تک بہی بغرض رفع استعجاب احباب تا ملاحظہ حضرت سلطان العالم باقی قدس سرہ و غفر لہ یہہ رسالہ پہنچا اور کمال
استقبال اور تحسینات مولف کا ہوا القبول مشہور کہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد یہان تک کہ اس
حیلہ سے اسکا ذکر دور دور تک پہنچا کہ باعث شغف اور طلب خریداری عالمیان
کا ہوا کہ باعث منافع مطبع اور مایہ استحسان مولف کا سبب
انطباع بار سوم کا ہوا ہے والله اعلم
نوشتہ ولو کرہ المشرکون

تمام شد